

ترجمہ

تبييض الصحيفة في مناقب الإمام أبي حنيفة

مؤلف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا ڈاکٹر قاری خلیل احمد صاحب تھانوی

دار القلم
لاهور۔ پاکستان

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حالات، کمالات، ملفوظات

ترجمہ

تبییض الصحیفة فی مناقب الإمام أبی حنیفه

مؤلف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا ڈاکٹر قاری خلیل احمد صاحب تھانوی

دار القلم
لاہور۔ پاکستان

نام کتاب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حالات، کمالات، ملفوظات
اُردو ترجمہ: (تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ)
مؤلف: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی صاحب
ناشر: دارالقلم ۹۳ علی بلاک اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

ملنے کا پتہ
دارالقلم ۹۳۔علی بلاک اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
موبائل: 0333-4248644

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

میرے لیے یہ انتہائی سعادت کی بات ہے کہ ممتاز شاہ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ'' کا ترجمہ کروں۔ اس کتاب پر حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی مفید تعلیقات بھی تھیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ کتاب کے ترجمہ کے ساتھ اس میں سے مفید مباحث کا ترجمہ بھی کردوں۔ چنانچہ ان کے ترجمہ کے ساتھ میں نے ان پر مفید عنوانات بھی قائم کیے تاکہ قاری اس کتاب کے مضامین سے کماحقہ لطف اندوز ہوسکے۔ اسی دوران میری نظر سے والدگرامی حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ کا ایک مضمون گذرا جس میں انہوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ امام صاحب ہر صفت میں امام اعظم ہیں۔ اس کو بھی اس کتاب کا حصہ بنادیا گیا۔

ممتاز شاہ صاحب نے میرے استادگرامی حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب کا ایک مضمون ''ملفوظات امام اعظم'' جو البلاغ میں کئی اقساط میں طبع ہوا تھا دکھایا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کو بھی کتاب میں شامل کرلیا جائے۔ مزید برآں یہ کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ،

مولانا عاشق النبی البرنی ؒ کے مختصر حالات بھی اس کتاب کے شروع میں لکھ دیئے جائیں۔ یہ کام بھی کر دیا گیا۔اب الحمدللہ یہ ایک مفید کتاب ہوگئی ہے کہ جس میں مختلف اکابرین کے شہ پارے بھی جمع ہیں اور ان کے مختصر حالات زندگی سے بھی قاری کو آگاہی ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔اور مجھے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ کے کفش برداروں میں شمار فرمائے آمین!

نــوٹ: یاد رکھیے! مولانا عاشق الٰہی ؒ کی تعلیقات کو فائدہ کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

خلیل احمد تھانوی
خادم ادارہ اشرف التحقیق
جامعہ دار العلوم اسلامیہ لاہور
۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

مختصر حالات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں عادل بادشاہ۔ اس نسب کی وجہ سے آپ کا مزاج شاہانہ وعادلانہ تھا۔ آپ کی کنیت ابو حنیفہ تھی جو نام سے زیادہ مشہور ہوئی اور آپ کا لقب امام اعظم تھا۔

ولادت

خطیب بغدادی سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل نے فرمایا کہ میرے دادا ابو حنیفہ ذوالحجہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔

صورت وسیرت

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میانہ قد، گندم گوں خوبصورت چہرے والے تھے۔ آپ عالم، زاہد، عابد، متقی، خلیق، خوش صورت وسیرت اور شیریں زبان تھے۔

دعاءِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم کے پوتے) فرماتے ہیں کہ میرے پردادا حضرت ثابت (والد امام اعظم) بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے

ان کے واسطے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ وہ ایسی مقبول ہوئی کہ امام اعظم جیسی باکمال شخصیت ان کے ہاں پیدا ہوئی۔

پرورش امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مفتاح السعادۃ میں منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد جب فوت ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کیا۔ اس وقت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ معصوم بچے تھے۔ انہوں نے ان کی سرپرستی میں پرورش پائی اور یہ آپؒ کے لیے منقبت عظیمہ ہے۔

تحصیل علم

آپؒ نے سن شعور میں تحصیل علم ضروری کے بعد ذریعہ معاش تجارت اختیار کیا لیکن آپ کی ذہانت اور توانائی کے پیش نظر امام شعبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ تمام مشغولیت ترک کر کے مزید علمی کمال حاصل کریں اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً تجارت کا شغل چھوڑ کر علم میں ایسا کمال حاصل کیا کہ علم کلام میں مشہور ہو گئے۔ پھر آپ نے اصحابؓ و تابعینؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم حدیث اور علم فقہ کی طرف توجہ فرمائی اور ایسا کمال حاصل کیا کہ علمی و عملی دنیا میں امام اعظم و ولی کامل کہلانے لگے۔

شیوخ واساتذہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے چار ہزار مشائخ سے حدیث اور فقہ کو اخذ کیا ان میں سے تین سو تابعی تھے۔ جن میں سے چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں۔ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، علقمہ بن مرثد کوفی رحمۃ اللہ علیہ، امام باقر رحمۃ اللہ علیہ، سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن مسلم بن شہاب زہری وغیرہ۔

مشہور تلامذہ

بیسوں علماء نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علمی فیض حاصل کیا ان میں سے مشہور شاگرد یہ ہیں جنھوں نے اپنے شیخ کے مسلک کے مطابق درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے سینکڑوں علماء پیدا کیے۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تدریس کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ خلیفہ وقت کی حدود حکومت اس سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔ حافظ ابوالمحاسن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نوسو اٹھارہ اشخاص کے نام بقید نام ونسب لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔ قاضی ابویوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، زفر بن ہذیل، یحییٰ بن سعید القطان، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح اور داؤد الطائی وغیرہ۔

تدوین فقہ

سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں علم فقہ کو مدون کر کے مسائل کے ابواب مرتب کیے۔ چالیس کبار علماء جو امام صاحبؒ کے شاگرد اور ارادت مند خاص تھے وہ آپؒ کے ساتھ فقہ کی ترتیب وتدوین میں شریک ہوئے یہ امام صاحب کی زندگی کا بہت بڑا فقہی کارنامہ ہے۔

مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

محققین علماء نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید شمار کی ہیں جس میں ائمہ دین اور حفاظ حدیث نے آپؒ کی روایات کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ ان میں سے مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمی دنیا میں مشہور ہے جس میں امام ابوالموائد خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے۔

امام صاحب کے تفقہ، فہم و فراست، زہد و عبادت اور تقویٰ کے واقعات مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی گئی بیسیوں کتب میں بکثرت ملتے ہیں۔

انکار قضاء

خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد کے قاضی ہونے پر مجبور کیا آپ نے عذر کرتے ہوئے عہدۂ قضا سے ایسا انکار کیا کہ قسم اٹھالی تاکہ خلیفہ کو دوبارہ کہنے کی جرأت نہ ہو۔ امام صاحبؒ کو ۱۴۶ھ میں قید کیا گیا۔ اس وقت بغداد دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے علوم و فنون کا مرکز بن گیا تھا۔ امام صاحبؒ کی شہرت بھی دور دور تک پھیل چکی تھی۔ قید کی حالت نے ان کے اثر اور قبول عام کو بجائے کم کرنے کے اور زیادہ کر دیا تھا۔ بغداد کی علمی جماعت اثر و رسوخ کی بنا پر خلیفہ نظر بند کرنے کے باوجود ان کی تعظیم و ادب کے خلاف نہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا قید خانہ میں ان کا سلسلہ تعلیم برابر قائم رہا۔ امام محمدؒ نے ان سے وہیں تعلیم پائی۔ ان وجوہ کی بناء پر خلیفہ کو اطمینان نہ ہوا جس کی آخری تدبیر یہ تھی کہ بے خبری میں امام صاحبؒ کو زہر دلوادیا جب ان کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پائی۔

وفات

رجب ۱۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ قاضی بغداد حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ پچاس ہزار افراد نے نماز جنازہ پڑھی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خیرزان قبرستان میں دفن کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حمد وصلوٰۃ کے بعد جان لو کہ میں نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک مختصر رسالہ بنام "تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة" تحریر کیا ہے۔

تذکرۂ اجداد

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ" میں قاضی عبداللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد ابن ابوحنیفہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان مرزبان فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے۔ فرماتے خدا کی قسم ہم پر کبھی بھی غلامی کا دور نہیں گزرا۔

میرے والد ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ چھوٹے سے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعا قبول فرمالی۔

نعمان بن مرزبان ابوثابت نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نوروز کے دن فالودہ بھیجا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہمارے لئے تو ہر دن نوروز ہے۔

ائمہ مجتہدین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں

ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس حدیث میں خوشخبری سنائی ہے:

((یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة))

''عنقریب لوگ تلاشِ علم میں اونٹوں پر سوار ہو کر نکلیں گے پس عالمِ مدینہ (امام مالک) سے زیادہ کسی کو عالم نہیں پائیں گے''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپؐ نے اس حدیث میں خوشخبری سنائی:

((لا تسبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علما)) (حلیہ)

''قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا''۔

میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے جس کو ابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔

((قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس)) (طبرانی)

''فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لے گا''۔

شیرازی نے کتاب الالقاب میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تخریج کی ہے:

((قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لو کان العلم معلقا بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس)) (طبرانی)

''فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر علم ثریا ستارے پر بھی معلق ہوگا تو اہل فارس میں سے اس کو ایک قوم حاصل کر لے گی''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کی اصل صحیحین (بخاری ومسلم) میں ان الفاظ سے منقول ہے:

((لو کان الایمان عند الثریا لتناوله رجال من فارس)) (بخاری)

''اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے بعض لوگ اس کو حاصل کرلیں گے''۔

مسلم شریف میں ان الفاظ سے منقول ہے:

((لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله)) (مسلم)

''اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس میں سے اپنا حصہ حاصل کرلے گا''۔

اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث معجم طبرانی کبیر میں ان الفاظ سے منقول ہے:

((لو کان الایمان معلقا بالثریا لا تناله العرب لناله رجال فارس)) (طبرانی)

''اگر ایمان ثریا ستارے پر معلق ہو تو اس کو عرب حاصل نہ کریں گے البتہ اہل فارس اس کو حاصل کرلیں گے''۔

اور معجم طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے:

((قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس)) (طبرانی)

''فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دین ثریا ستارے پر بھی معلق ہوگا تو اہل فارس میں سے کچھ لوگ اس کو حاصل کرلیں گے''۔

پس یہ حدیثیں امام صاحب کی بشارت وفضیلت کے بارے میں ایسی صحیح ہیں کہ

ان پر مکمل اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور ائمہ مذکورین سے جو دو حدیثیں (امام صاحب کی فضیلت کے بارے میں) منقول ہیں ان کے لئے یہ مؤید ہیں اور ہر قسم کی خبرِ موضوع سے بے نیاز کر دینے والی ہیں۔

فائدہ: ابن حجر الہیثمی خیرات الحسان میں تحریر فرماتے ہیں: جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ نے فرمایا اور جس پر ہمارے مشائخ نے بھی اعتماد کیا کہ اس حدیث کی مراد بلاشک امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اس لئے کہ اہل فارس میں سے ان کے معاصرین میں سے کوئی بھی علم کے اس درجہ کو نہیں پہنچا جس پر امام صاحب فائز تھے۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کا ایک معجزہ بھی ظاہر ہوا کہ آپؐ نے اس واقعہ کی خبر دی جو آپؐ کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی خاص شہر نہیں بلکہ عجمی یعنی غیر عرب مراد ہیں۔

(تعلیق تبییض الصحیفہ، ص: ٦٠)

صحابہ رضی اللہ عنہم سے امام صاحب کی ملاقات وروایت

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری المقری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف صحابہ سے روایات نقل کی ہیں اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے ان سات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے۔ ① انس بن مالک رضی اللہ عنہ ② عبداللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ ③ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ④ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ ⑤ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ⑥ عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا۔

فائدہ: حیدر آباد اور دیو بند دونوں جگہ کے نسخوں میں یہ روایت ایسے ہی منقول ہے۔ اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ ابتداءً امام صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے سات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی لیکن نام صرف چھ کے ذکر کیے ساتویں کو ترک کر دیا۔ شاید کاتب نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن انیس کو ذکر نہیں کیا، جیسا کہ اس کے بعد جو روایات ذکر کی

گئی ہیں ان سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔۱۲خ۔

(تعلیق تبییض الصحیفہ تبییض ص ٦٢)

پھر انہوں نے تین احادیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بواسطہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کیں اور ابن جزء رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث' واثلہ رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں' جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

یہ جتنی حدیثیں ذکر کی ہیں سب اس طریق کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی منقول ہیں۔ لیکن حمزہ سہمی کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صحابیؓ سے ملاقات نہیں کی سوائے اس کے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لیکن ان سے کوئی روایت سنی نہیں۔ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کا قول درست نہیں۔ اس بارے میں جب شیخ ولی الدین عراقی سے فتویٰ حاصل کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے روایت نقل کی ہے اور ان کو تابعین میں شمار کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کسی صحابی سے روایت نقل کرنا تو درست نہیں البتہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ پس جو کوئی تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کے دیکھنے کو کافی سمجھتا ہے ان کو تابعی قرار دیتا ہے۔ اور جو فقط رؤیت کو کافی نہیں سمجھتا ان کو تابعی شمار نہیں کرتا۔ اور جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے۔ اس لئے کہ وہ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور وہاں اس زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے ان کا انتقال بالاتفاق اس کے بعد ہی ہوا ہے اور بصرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کہا جائے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اور ان دونوں کے علاوہ بھی اس شہر میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیات تھے۔

ان میں سے بعض حضرات نے ایسے رسالے بھی تصنیف فرمائے جن میں ان روایات کو جمع کیا جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں، لیکن ان کی اسناد میں ضعف ہے۔ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اس اعتبار سے وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں۔

فائدہ: شیخ زاہد کوثری نے اپنی کتاب ''تانیب الخطیب'' میں بہت سے حضرات کا قول نقل کیا ہے جنہوں نے امام صاحب کا حضرت انسؓ کو دیکھنے کا اقرار کیا ہے۔ ان کثیر نصوص کی موجودگی میں امام صاحب کے تابعی ہونے کے انکار کی کوشش کرنا عناد وجہل پر مبنی ہے۔۱۲ اخ۔ (تعلیق تبییض الصحیفہ ص ٦٤)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جو آخری بات اس سلسلہ میں ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین جو دوسرے شہروں میں تھے جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ شام میں، حماد بن بصرہ میں، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں، مسلم بن خالد الزنجی رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں اور لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ان میں سے کسی کو تابعی ہونے کی فضیلت حاصل نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات

ابو معشر نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے ہیں:

((طلب العلم فریضة علی کل مسلم))(ابن ماجه)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

فائدہ: اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی تخریج کیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح کے درجہ میں ہے اس لئے کہ یہ پچاس طرق سے مجھے معلوم ہوئی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((الدال علی الخیر کفاعله))(مجمع الزوائد)

فائدہ: اس حدیث کو طبرانی نے بھی ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''الدال علی الخیر کفاعله'' (مجمع الزوائد)

''بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح برابر ہے''۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((ان اللّٰه یحب اغاثة اللهفان)) (الجامع الصغیر)

''اللہ تعالیٰ مظلوم کی فریاد رسی کو پسند کرتا ہے۔''

فائدہ: مقدسی نے بھی مختارات میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ احمد بن مغلس (راوی) متکلم فیہ ہیں۔

پہلی حدیث کا متن مشہور ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کے معنی صحیح کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ حافظ جمال الدین المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنے طرق سے یہ منقول ہے کہ درجہ حسن کو پہنچ گئی ہے۔

دوسری حدیث کا متن صحیح کے درجہ کا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ صحیح مسلم میں ابو سعود سے یہ حدیث ان الفاظ میں منقول ہے:

((من دل علی خیر فله مثل أجر فاعله)) (مسلم)

''جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی اس کے لئے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ہے''۔

تیسری حدیث کا متن صحیح کے درجہ میں ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ ضیاء المقدسی نے مختارات میں اس کی تصحیح کی ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔

ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبداللہ کی سند سے بواسطہ ابن عیاش نقل کیا ہے۔ جو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں جو واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دع ما یریبك الی مالا یریبك)) (ترمذی)

''جس چیز میں شک ہو اسے چھوڑ دو اور جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کرو۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی واثلہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تظهر الشماتة لا خيك فيعا فيه الله ويبتليك)) (ترمذی)

''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوش نہ ہو، اللہ اس کو محفوظ رکھیں گے تمہیں مبتلا کر دیں گے۔''

میں کہتا ہوں پہلی حدیث کا متن صحیح کے درجہ میں ہے جو بہت سے صحابہ سے منقول ہے۔ ترمذی' ابن حبان' حاکم اور ضیاء نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حسن بن ابی طالب کی حدیث کی وجہ سے۔

دوسری حدیث کی تخریج ترمذی نے واثلہ سے ایک دوسرے طریق سے کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے جس کی شاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی ہے۔ پھر ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ابو یوسف عبداللہ کی سند سے بواسطہ ابو داؤد طیالسی جو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت

کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ میں آئے، میں نے ان کو دیکھا اور سنا۔

میں چودہ سال کا تھا جب میں نے ان کو یہ کہتے سنا:

((قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم حبك الشیء یعمی ویصم))

(ابوداؤد)

''حضورؐ نے فرمایا: تیرا کسی کی محبت میں گرفتار ہونا اندھا و بہرہ کر دیتا ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ابوداوٗد نے اپنی سنن میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں ان کا انتقال ۵۵ھ میں ہوا جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیدائش سے بہت پہلے کا زمانہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبداللہ بن انیس نام کے پانچ افراد ہیں شاید جن سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کی ہے وہ ان مشہور جہنی صحابی کے علاوہ کوئی اور ہوں۔

پھر ابومعشر رحمہ اللہ نے ابوعبداللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن اوفی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((من بنی للہ مسجدا ولو کفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ))

''جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اگرچہ سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیں گے''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ اس کا متن متواتر ہے۔

اور اسی سند سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا۔ فرماتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ)) (ابوداؤد)

''زمین میں اللہ کا بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں نہ میں ان کو کھاتا ہوں اور نہ ان کو حرام قرار دیتا ہوں''۔

میں کہتا ہوں اس کا متن صحیح ہے۔ ابوداؤد نے اس کی تخریج سلمان سے کی ہے اور ضیاء نے اس کو مختارات میں صحیح قرار دیا ہے۔

تابعینؒ وتبع تابعینؒ سے امام صاحبؒ کی مرویات

فائدہ: یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جیسے تفقہ اور مسائل کے استخراج کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا ان کو اکابر مشائخ سے احادیث کے سماع اور اخذ کا بھی خوب موقع عطا فرمایا اور جن سے انہوں نے احادیث سنی ہیں ان کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

ابن حجر ہیثمی خیرات الحسان کی ساتویں فصل میں امام صاحب کے اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اس مختصر میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ابو حفص کبیر نے ان کے مشائخ کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے۔

بعض دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ ان کے مشائخ چار ہزار تو تابعین ہی تھے ان کے علاوہ جن سے اخذ حدیث کیا ہوگا ان کے بارے میں پھر تمہارا کیا خیال ہے۔

محمد بن یوسف صالحی الدمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقود الجمان'' کے نویں باب میں ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے جس میں صحابہ کی کثرت تھی۔

پس وہ اس زمانے کے لوگوں میں سے ہوئے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر ہونے اور عادل ہونے کی گواہی دی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

((خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم))

''بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر جو ان سے ملے ہوئے ہیں''۔

بے شک امام صاحب نے بعض صحابہ کو دیکھا اور انہیں سنا۔ اور انہوں نے تابعین کے زمانے میں مسائل کا اجتہاد کیا اور فتاویٰ رقم کیے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار مشائخ تابعین سے اخذ حدیث کیا۔

خطیب ابوعبداللہ بن خسرو نے ربیع یونس سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: کہ ابو حنیفہ امیر المؤمنین ابوجعفر منصور کے یہاں حاضر ہوئے اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ بھی موجود تھے۔ انہوں نے منصور سے کہا: اے امیر المؤمنین! آج یہ دنیا کا سب سے بڑا عالم ہے۔ منصور نے پوچھا اے نعمان! تم نے علم کس سے حاصل کیا؟ آپ نے جواب دیا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اصحاب، علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں روئے زمین پر ان سے زیادہ عالم کوئی نہیں تھا۔ منصور بولا: واہ واہ شاباش! مجھے تم پر اطمینان ہو گیا جیسا میں چاہتا تھا۔

فقہاء کی بستی

جو شخص ان شہروں کی تاریخ کو جانتا ہو اور آثار و اخبار اور ان کے راویوں کے حالات سے واقف ہو، جن کا تذکرہ اصحاب سیر نے مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں کیا ہے اس کو امام صاحب کے اتنے زیادہ مشائخ کے ہونے میں کوئی شک نہیں ہوگا اس لئے کہ جس شہر میں امام صاحب پیدا ہوئے اور پرورش پائی یعنی ''کوفہ'' وہ کبار فقہاء و محدثین کا مرکز تھا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے حریص تھے اور اس کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب عراق فتح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا اور ۱۷ھ میں کوفہ تعمیر ہوا۔ قبائل عرب میں سے آپ رضی اللہ عنہ نے فصحاء کو وہاں آباد کیا۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں اور انہیں دین سکھائیں اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ

نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے اپنے پر عبداللہ کو ترجیح دیتے ہوئے اس کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

علم میں تمام صحابہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((تمسکوا بعهد ابن ام عبد)) ''ابن ام عبد کے طریق کو لازم پکڑو''۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((من اراد ان یقرأ القرآن غضا کما انزل فلیقرأ علی قراءة ابن ام عبد)) ''جو قرآن پاک کو اس انداز میں پڑھنا چاہے جیسا نازل ہوا تو اس کو چاہئے کہ ابن ام عبد کی قراءت کے مطابق پڑھے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ علم سے بھرا ہوا ایک ظرف ہے۔ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بناءِ کوفہ سے لے کر خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اہل کوفہ کو قرآن وسنت اور فقہ کی تعلیم دی۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کوفہ قراء و محدثین اور فقہاء سے بھر گیا۔ معتمد ترین علماء کی تعداد جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے علم حاصل کیا چار ہزار ہے۔

اس زمانہ میں ان کے ساتھ اصفیاء صحابہ میں سے کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت حذیفہ، حضرت عمار، حضرت سلمان اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ منتقل ہوئے تو اس میں فقہاء کی کثرت سے بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن ام عبد پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس بستی کو علم سے بھر دیا۔ اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ ابن مسعودؓ کے اصحاب اس بستی کے چراغ ہیں۔

کوفہ میں محدثین فقہاء کی کثرت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی کوئی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کم درجہ کے عالم نہیں تھے۔ آپ نے بھی ان فقہاء کی سرپرستی فرمائی۔ چنانچہ محدثین، فقہاء، حاملین علوم القرآن و علوم لغۃ عربی کے جاننے والوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی دوسرا شہر کوفہ کی مثل نہ ہو سکا۔

اصفیاء صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہاں منتقل ہو جانے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو اسلامی مملکت کا دار الخلافہ بنا لیا۔ عجلی نے ذکر کیا ہے کہ کوفہ میں پندرہ سو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہے۔

مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے درجہ کے تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو ان چھ صحابہ میں پایا: ① حضرت علی ② حضرت عبداللہ ③ حضرت عمر ④ حضرت زید بن ثابت ⑤ حضرت ابی الدرداء ⑥ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔ پھر ان چھ کے علوم کو ان دو میں منحصر پایا (۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ ابو محمد الزہری مزنی نے ''فاصل'' میں اشعث سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ انس بن سیرین نے فرمایا کہ میں کوفہ آیا تو میں نے دیکھا کہ چار ہزار افراد علم حدیث حاصل کرنے میں مشغول ہیں اور چار سو اس میں سے درجہ تفقہ پر فائز ہیں۔ اور ''فاصل'' ہی میں محمد الزہری المزنی نے ہی عفان سے ذکر کیا ہے کہ ہم کوفہ آئے اس میں ہم چار ماہ ٹھہرے اگر ہم یہ چاہتے کہ ایک لاکھ احادیث نقل کرلیں تو کر سکتے تھے۔ مگر ہم نے صرف پچاس ہزار احادیث ہی لکھیں۔ غور کیجئے کیا ایسے شہر میں رہنے والا (امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) قلیل الحدیث عالم ہو سکتا ہے؟

علمائے حرمین سے نقل احادیث

پھر یہ بات بھی محقق ہے کہ کثرت سے حج وعمرہ کرنے کی وجہ سے حرمین شریفین کے علماء سے منقول احادیث بھی دوسرے شہروں کے علماء بکثرت نقل کرتے تھے۔ ان میں سے بعض علماء ایسے بھی تھے جنہوں نے چالیس چالیس حج وعمرے کئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ انہی میں سے ایک امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جنہوں نے پچپن حج کئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلب حدیث کے لئے میں کوفہ میں کتنی مرتبہ گیا یہ بیان کرنے سے قاصر ہوں بنسبت دوسرے شہروں کے۔

عربی کی تدوین کوفہ اور بصرہ ہی میں ہوئی۔ اہل کوفہ نے تو عربی لہجوں کے انداز کو

محفوظ رکھنے کی بھی رعایت کی تاکہ اس سے کتاب وسنت اور وجوہ قراءت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور اہل بصرہ تو لہجوں کے اختیار کرنے پر بلند وممتاز مقام رکھتے ہیں۔ پس کوفہ مرکز حدیث، فقہ اور لغت کے اعتبار سے پہچانا جانے لگا۔ اور جو چیز اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اہل کوفہ کو کتاب اللہ کے ساتھ خاص تعلق ہے وہ قراء سبعہ میں سے تین کا اہل کوفہ میں سے ہونا ہے یعنی عاصم بن ابی النجود، حمزۃ بن حبیب اور علی بن حمزہ الکسائی اور قراءِ عشرہ میں سے خلف کو بھی اس میں شامل کرلیا جائے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حرمین میں قیام وآمدورفت

محمد بن یوسف صالحی نے ''عقود الجمان'' میں تحریر کیا ہے کہ جب ابن ہبیرہ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نکالا تو وہ مکہ معظمہ چلے گئے اور یہ ۱۳۰ھ کی بات ہے اور خلافتِ عباسیہ کے قائم ہونے تک امام صاحب مکہ مکرمہ میں ہی رہے۔ امام ابوحنیفہ ابو جعفر کے زمانۂ خلافت میں واپس کوفہ آئے اور ابوجعفر مسند خلافت پر ۱۳۷ کی ابتداء میں فائز ہوئے۔ پس اس طرح اس مرتبہ امام صاحب کا قیام مکہ مکرمہ میں سات سال رہا۔ علاوہ اس کے کہ وہ ہر سال حج کے لئے کوفہ سے مکہ آتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے حج کی تعداد پچپن کو پہنچتی ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کی تعداد

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ حرمین شریفین میں حج وعمرہ کرنے والے دنیا بھر کی گھاٹیوں سے تشریف لاتے ہیں۔ جن میں مفسرین، محدثین، فقہاء اور مجتہدین سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ پس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کتاب وسنت کے حصول علم میں بہت حریص تھے۔ انہوں نے اگر ہر سال صرف ۷۰ اکابرین سے اخذ حدیث کیا ہو تو ان کے مشائخ کی تعداد چار ہزار ہو جاتی ہے۔ علاوہ ان مشائخ کے جو کوفہ جیسے مرکز العلم میں موجود تھے اور علاوہ ان محدثین کے جن سے ان سات سالوں میں اخذ حدیث کیا ہوگا جن سالوں میں آپ نے مکہ میں قیام

کیا۔ ''عقود الجمان'' کے چوتھے باب میں صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مشائخ کا تذکرہ کیا ہے جن کی تعداد اڑھائی سو سے زائد ہے۔ اور مصنف نے اس مقام پر حافظ ابن المزنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تہذیب الکمال'' سے امام صاحبؒ کے ۷۶ مشائخ کا تذکرہ کیا ہے۔ ۱۲ اخ۔ (تعلیق تبییض الصحیفہ ص ۷۰ تا ۷۲)

تابعین اور تبع تابعین میں سے جن اکابرین سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی نقل کئے جاتے ہیں۔ حافظ جمال الدین المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات سے روایات نقل کی ہیں: (۱) ابراہیم بن محمد بن المنتشر۔ (۲) اسماعیل بن عبدالملک بن صفیر۔ (۳) جبلہ بن سحیم۔ (۴) ابو ہند الحارث بن عبدالرحمٰن الہمدانی (۵) حسن بن عبیداللہ (۶) حکم بن عتیبہ (۷) حماد بن ابی سلمان (۸) خالد بن علقمہ (۹) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (۱۰) زبید الیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مسروق الثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک بن حرب (۱۵) ابی رؤبہ شداد بن عبدالرحمٰن (۱۶) شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی (۱۷) طاؤس بن کیسان (۱۸) طریف بن سفیان السعدی (۱۹) ابوسفیان طلحہ بن نافع (۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱) عامر الشعبی (۲۲) عبداللہ بن ابی حبیبہ (۲۳) عبداللہ بن دینار (۲۴) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (۲۵) عبدالعزیز بن رفیع (۲۶) عبدالکریم ابی امیہ بن ابی المخارق (۲۷) عبدالملک ابن عمیر (۲۸) عدی بن ثابت الانصاری (۲۹) عطاء بن ابی رباح (۳۰) عطاء بن السائب (۳۱) عطیہ بن سعد العوفی (۳۲) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۳۳) علقمہ بن مرثد (۳۴) علی بن الاقمر (۳۵) علی بن الحسن البراد (۳۶) عمر بن دینار (۳۷) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۳۸) قابوس بن ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ بن دعامہ (۴۱) قیس بن مسلم الجدلی (۴۲) محارب بن دثار (۴۳) محمد بن الزبیر الحنظلی (۴۴) محمد بن السائب کلبی (۴۵) ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (۴۶) محمد بن قیس الہمدانی (۴۷) محمد بن شہاب الزہری (۴۸) محمد بن المنکدر (۴۹) مخول بن رائد (۵۰) مسلم البطین

(۵۱) مسلم الملائی (۵۲) معن بن عبدالرحمٰن (۵۳) مقسم (۵۴) منصور بن المعتمر (۵۵) موسی بن ابی عائشہ (۵۶) ناصح بن عبداللہ المحلمی (۵۷) نافع مولیٰ بن عمر (۵۸) ہشام بن عروہ (۵۹) ابی غسان الہیثم بن حبیب الصراف (۶۰) ولید بن سریع المخزومی (۶۱) یحییٰ بن سعید الانصاری (۶۲) ابو جحیفہ یحییٰ بن عبداللہ الکندی (۶۳) یحییٰ بن عبداللہ الجابر (۶۴) یزید بن صہیب الفقیر (۶۵) یزید بن عبدالرحمٰن الکوفی (۶۶) یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ (۶۷) ابواسحاق السبیعی (۶۸) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم (۶۹) ابو جناب الکلبی (۷۰) ابوحصین الاسدی (۷۱) ابوالزبیر المکی (۷۲) ابوالسوار یا ابوالسواد السلمی (۷۳) ابوعون الثقفی (۷۴) ابوفروہ الجہنی (۷۵) ابومعبد مولی بن عباس (۷۶) ابویعفور العبدی رحمہم اللہ علیہم۔

فائدہ:

امام صاحب کے مذہب کے راجح اور قوی ہونے کی دلیل

راقم (مولانا عاشق الٰہی البرنی) کہتا ہے:

یہ چھہتر افراد ہیں جن کا ذکر حافظ ابن المزنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کے مشائخ میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

اصحاب حدیث و فقہ میں سے ان میں بڑے بڑے اکابرین تابعین ہیں' امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں اور ان سے علم حاصل کیا ہے۔ وہ احادیث کے راوی ہیں اور شاگرد ہیں حضرت علی' عبادلہ اربعہ' جابر بن سمرۃ' جابر بن عبداللہ' عبداللہ بن ابی اوفی' حضرت عائشہ' زید بن ارقم' براء بن عازب' ابی الطفیل' ابی قتادہ' ابی سعید الخدری' سہل بن سعد' مسور بن مخرمہ' عدی بن حاتم' مغیرہ بن شعبہ' حضرت انس' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔

ان میں بعض وہ حضرات ہیں جو کثرت سے احادیث نقل کرنے والوں کی حیثیت سے معروف و مشہور ہیں۔ خصوصاً حضرت ابوہریرہ' ابن مسعود' ابن عمر' ابن عباس اور حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس جو شخص روایت حدیث میں اس درجہ پر فائز

ہو کہ اس کے اور نبی ﷺ کے درمیان صرف ایک صحابی اور کبار تابعین میں سے ایک تابعی ہو وہ بھی ثقہ درجہ کا اور اس کو حدیث اس قدر کم واسطوں سے سند متصل کے ساتھ پہنچی ہو پھر اس نے اس پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہو، تو اس کا مذہب قوی ترین اور راجح ترین ہوگا بنسبت اس شخص کے جس کو حدیث چار واسطوں یا اس سے بھی زائد واسطوں سے پہنچی ہو۔ اس حدیث کے اس تک پہنچنے میں واسطوں کی کثرت کی وجہ سے کبھی ضعف بھی آ جائے گا۔

غلط فہمی کا ازالہ

تعجب ان لوگوں پر ہے جو منہ بھر کر یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا مدار روایات ضعیفہ پر ہے۔ ان روایاتِ حدیث کو دیکھتے ہوئے جن کو اصحاب کتب حدیث نے امام صاحب کے زمانے کے کافی بعد روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے چوالیس سال بعد پیدا ہوئے اور کئی سال بعد انہوں نے اپنی کتاب بخاری تالیف کی۔ اسی طرح ان کے بعد جو اصحاب کتب حدیث ہوئے ہیں۔

پس اگر ان اکابر محدثین کے یہاں کوئی حدیث سند کے اعتبار سے امتداد زمانہ کی وجہ سے ضعیف قرار دی جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی ضعیف ہو۔ اور یہ بات اس شخص پر بالکل واضح ہوگی جو راہ سے بھٹکا ہوا نہ ہو۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی عظمت

حاکم نے علوم حدیث کی تعریف میں انتالیسویں فصل کو ان الفاظ سے شروع کیا:
یہ نوع تابعین و تبع تابعین میں سے مشرق و مغرب کے ان ائمہ ثقات کی پہچان کے بارے میں ہے جنہوں نے ذخیرۂ احادیث کو یاد کرنے یا برکت حاصل کرنے کے لیے

جمع کیا۔ پھر انہوں نے محدثین حرمین شریفین کا تذکرہ ایک صفحہ میں کیا۔ محدثین شام کا تذکرہ ایک صفحہ میں، محدثین یمن اور یمامہ کا تذکرہ نصف صفحہ میں اور پھر محدثین کوفہ کا تذکرہ شروع کیا اور ان کے نام چار صفحات میں ذکر کیے جن میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان مشائخ کو بیان کیا جن کو مزنی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور ان تلامذہ کا ذکر کیا جن کو سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان مشائخ کا تذکرہ بطور فخر و امتنان کیا۔ مثلاً عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ۲۰۰ صحابہ سے ملاقات کی۔ عامر الشعبی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں ذہبی نے کہا کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔ انہوں نے ۵۰۰ صحابہ سے ملاقات کی۔ اور سماک بن حرب انہوں نے ۸۰ صحابہ سے کسب فیض کیا۔ اور ابو اسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ کہ انہوں نے ۳۸ صحابہ سے ملاقات کی۔ اور طاؤس کہ جنہوں نے ۵۰ صحابہ سے فیض حاصل کیا۔ اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری وہ ہیں کہ جنہوں نے صحابہ کی ایک کثیر جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔

آپ کے اساتذہ میں ربیعہ ایک ایسے استاد ہیں جن کے بارے میں مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات پر فرمایا: ''فقہ کی مٹھاس ہی ختم ہوگئی جب سے ربیعہ کا انتقال ہوا۔'' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں یہ اسماء بھی قابل ذکر ہیں۔ مولیٰ بن عمر، محمد بن علی بن حسین الباقر، قتادہ بن دعامہ، ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہم اللہ جن کے بارے میں سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی نے فرمایا: ''اگر زہری اور یحییٰ بن سعید نہ ہوتے تو احادیث کا بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا۔'' ان کے علاوہ بھی بہت سے مشائخ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا اور ان سے روایات نقل کیں۔ ۱۲ اخ (تعلیق ص ۸۶)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کرنے والوں کے اسماءِ گرامی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے اکابرین نے روایاتِ حدیث نقل کی ہیں۔

جن میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

① ابراہیم بن طہمان ② ابیض بن الاغر بن صباح المنقری ③ اسباط بن محمد القرشی ④ اسحاق بن یوسف الازرق ⑤ اسعد بن عمر البجلی القاضی ⑥ اسماعیل بن یحییٰ الصیرفی ⑦ ایوب بن ہانی الجعفی ⑧ جارود بن یزید النیسابوری ⑨ جعفر بن عون ⑩ حارث بن نبہان ⑪ وحبان بن علی العنزی ⑫ حسن بن زیاد اللؤلؤی ⑬ حسن بن فرات القزاز ⑭ حسین بن حسن عطیہ العوفی ⑮ حفص بن عبدالرحمٰن البلخی القاضی ⑯ حکام بن سلم الرازی ⑰ ابومطیع الحکم بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن البلخی ⑱ حماد بن ابوحنیفہ ⑲ حمزہ بن حبیب الزیات ⑳ خارجہ بن صعب الرحسی ㉑ داؤد بن نصیر الطائی ㉒ ابوہذیل زفر بن ہذیل التیمی العنبری ㉓ زید بن حباب العکلی ㉔ سابق الرقی ㉕ سعد بن صلت قاضی شیراز ㉖ سعید بن ابی جہم القابوسی ㉗ سعید بن سلام بن ابی الہیفاء العطاء بصری ㉘ سلم بن سالم بلخی ㉙ سلیمان عمر نخعی ㉚ سہل بن مزاحم ㉛ شعیب بن اسحاق دمشقی ㉜ صباح بن محارب ㉝ صلت بن حجاج کوفی ㉞ ابو عاصم ㉟ ضحاک بن مخلد ㊱ عامر بن فرات ㊲ عائذ بن حبیب ㊳ عباد بن عوام ㊴ عبداللہ بن مبارک ㊵ عبداللہ بن یزید مقری ㊶ ابویحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی ㊷ عبدالرزاق بن ہمام ㊸ عبدالعزیز بن خالد ترمذی ㊹ عبدالکریم بن محمد جرجانی ㊺ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن رواد ㊻ عبدالوارث بن سعید ㊼ عبیداللہ بن عمر الرقی ㊽ عبیداللہ بن موسیٰ ㊾ عتاب بن محمد بن شوذان ㊿ علی بن ظبیان کوفی قاضی (۵۱) علی بن عاصم واسطی (۵۲) علی بن مسہر (۵۳) عمرو بن محمد العنقری (۵۴) ابوقطن عمرو بن الہیثم القطنی (۵۵) ابو نعیم الفضل بن دکین (۵۶) فضل بن موسیٰ سینانی (۵۷) قاسم بن حکم العرنی (۵۸) قاسم بن معن المسعودی (۵۹) قیس بن ربیع (۶۰) محمد بن ابان عنبری کوفی (۶۱) محمد بن بشر العبدی (۶۲) محمد بن حسن بن آتش الصنعانی (۶۳) محمد بن حسن الشیبانی (۶۴) محمد بن خالد وھبی (۶۵) محمد بن عبداللہ انصاری (۶۶) محمد بن فضل بن عطیہ (۶۷) محمد بن قاسم الاسدی (۶۸) محمد بن سرق کوفی (۶۹) محمد بن یزید واسطی (۷۰) مروان بن سالم (۷۱) مصعب بن مقدام (۷۲) معافی بن عمران الموصلی (۷۳) مکی بن

ابراہیم بلخی (۷۴) ابو سہل نصر بن عبدالکریم بلخی معروف بالصقیل (۷۵) نصر بن عبدالملک عتکی (۷۶) ابو غالب النضر بن عبداللہ الازدی (۷۷) نضر بن محمد المروزی (۷۸) نعمان بن عبدالسلام الاصبہانی (۷۹) نوح بن دراج القاضی (۸۰) ابو عصمہ نوح بن ابی مریم (۸۱) ہریم بن سفیان (۸۲) ہوزہ بن خلیفہ (۸۳) صیاح بن بسطام (۸۴) وکیع بن الجراح (۸۵) یحییٰ بن ایوب مصری (۸۶) یحییٰ بن نصر حاجب (۸۷) یحییٰ بن یمان (۸۸) یزید بن زریع (۸۹) یزید بن ہارون (۹۰) یونس بن بکیر (۹۱) ابو اسحاق الفرازی (۹۲) ابوحمزہ السکری (۹۳) ابو سعد الصاغانی (۹۴) ابوشہاب الحناط (۹۵) ابو مقاتل سمرقندی (۹۶) قاضی ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فائدہ:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی کثرت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ روایات کرنے والوں کا احاطہ ممکن نہیں۔ جن لوگوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی تعداد حکم بن عتبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالح، یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، مالک بن انس، ابوسختیانی، ابن عون، سلمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروبہ، معمر بن راشد، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ ائمہ اسلام سے روایت نقل کرنے والوں سے بھی زائد ہے۔

ان میں سے کسی کے بھی اتنے شاگرد نہیں ہوئے جتنے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے ہیں۔ علماء وعوام جتنے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کے علوم حدیث و مسائل مستنبطہ سے مستفید ہوئے ہیں کسی کے علوم سے اتنے مستفید نہیں ہوئے۔ امام صالحی نے ساٹھ صفحات میں امام صاحبؒ کے شاگردوں کے نام ذکر کیے ہیں۔

ابوحنیفہ کے شاگرد اپنے زمانے کے مشائخ شمار ہوتے تھے

شیخ علی بن سلطان محمد القاری نے اپنی کتاب ''مناقب الامام الاعظم'' میں امام

صاحب کے ۱۵۰ تلامذہ کے اسماء کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے کردری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے مختصراً نقل کر دیا ہے اور امام کردری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ ۷۳۰ افراد امام صاحبؒ کے شاگردوں میں ہیں جو اس زمانے میں اپنے اپنے شہروں کے مشائخ شمار ہوتے ہیں اور انہی کے ذریعہ سے ہم تک وہ علوم پہنچے۔ (اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے) یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے امام صاحب سے علم حاصل کر کے اس کو آفاق عالم میں مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو علم کوفہ سے باہر نہ نکلتا۔ انسان کی قدر و منزلت اس کے شاگردوں ہی سے پہچانی جاتی ہے۔ اس حقیقت کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے جو انہوں نے امام لیث بن سعد مصری کے بارے میں فرمایا: ((اللیث افقہ من مالک الا ان اصحابہ لم یقوموا بہ رحمہم اللہ)) ''امام لیث رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فقیہ ہیں لیکن ان کے شاگردوں نے ان کے علوم کو آگے منتقل نہیں کیا'' (ماخوذ از تعلیق ملخصاً ص ۸۸)

امام صاحب کے شاگردوں کے مختصر حالات مولانا عاشق الٰہی البرنی نے اپنی تعلیق میں ذکر کئے ہیں جو ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ (۱۲خ)

امام صاحب کی تدوین مسائل میں احتیاط

مولانا عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں:

اسد بن فرات نے فرمایا کہ امام صاحب کے مسائل کو ان کے جن تلامذہ نے مدون کیا وہ چالیس افراد کی ایک جماعت تھی۔ جن میں امام ابو یوسف، زفر بن ہذیل، داؤد طائی، اسد بن عمرو، یوسف بن خالد السمتی اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہم اللہ۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کو امام صاحب نے تیس سال املاء کرایا۔

امام صاحب اپنے مذہب کے مسائل مجتہدہ کو ان کی مجلس میں بطور مشورہ پیش کرتے ان کو نصیحت فرماتے کہ اللہ اور رسول کے لیے اس پر غور کرو۔ ایک ایک مسئلہ

ان کے سامنے پیش کرتے اور ان سے پوچھتے اس مسئلہ کے بارے میں تمہارے کیا دلائل ہیں۔ پھر اپنے دلائل پیش کرتے۔ بعض مرتبہ ایک مسئلہ پر ایک ایک ماہ تک بحث مباحثہ ہوتا رہتا۔ ان دلائل کی روشنی میں اس مسئلے کے تمام پہلو منقح ہو کر سامنے آجاتے۔ جب سب اہل علم اس مسئلہ پر پختگی سے قائم ہو جاتے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کو اصول میں لکھ دیتے۔ پس جو مذہب اتنے علماء کے مشورے اور بحث و تمحیص کے بعد مدون ہوا ہو وہ زیادہ صحیح اور قابل اتباع ہے اور استقامت و راست روی کے زیادہ قریب ہے۔ اور دل اس کی طرف زیادہ مائل ہوگا اور سکون و اطمینان حاصل کرے گا۔ بنسبت اس مذہب کے جو انفرادی حیثیت سے مدون و وضع کیا گیا ہو۔

ضبط حدیث میں امام صاحب کا مقام بلند

(مولانا عاشق الٰہی) فرماتے ہیں: کسی شک کرنے والے کے لئے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ امام صاحب کا ضبط حدیث میں بھی بڑا مرتبہ ہے جس طرح کہ اللہ نے ان کو فقہ واجتہاد میں بلند مرتبہ پر فائز کیا انہوں نے کبار تابعین اور ثقہ لوگوں سے روایات حاصل کیں اور آپ سے ایسے حفاظ حدیث نے ان روایات کو سیکھا اور نقل کیا جن کا شمار کثرت سے حدیث نقل کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ اور جن کی محدثین اقتداء کرتے ہیں۔ علماءِ اسماء الرجال کے یہاں یہ لوگ معروف و مشہور ہیں۔

محدثین کا امام صاحب پر اعتماد

ان لوگوں کی رائے کے برخلاف جو یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث میں زیادہ مہارت نہیں تھی یا یہ کہ وہ اس علم میں یتیم و مسکین تھے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان بے تکی ہانکنے والے حاسدین اور بغض رکھنے والوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ نہ تو انہوں نے اسماء الرجال پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ائمہ کبار نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو تعریفی کلمات کہے ہیں نہ ان کو ملاحظہ کیا

ہے۔ نہ اس بات کی طرف التفات کیا ہے کہ محدثین امام صاحب کے قول کو اختیار کر کے اس پر فتاویٰ دیتے ہیں۔

اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صرف ان کی مخترع رائے ہوتی جیسا کہ ان حضرات کا خیال ہے تو وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدثین ان کے قول پر فتویٰ نہ دیتے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ جو جرح وتعدیل کے امام ہیں، پکے حنفی ہیں ان کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''معرفة الرواة المتكلم فيهم بمالا يوجب الرد'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور ''ابن معین'' انہوں نے فرمایا کہ میں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر وہ حدیث جس کو ابن معین نہ جانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ وہ ثابت نہیں ہے۔ اور عجلی فرماتے ہیں یحییٰ بن معین سے زیادہ احادیث کو پہچاننے والا اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا۔ (دیکھئے ترجمہ ابن معین تہذیب التہذیب)

پس اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عالم بالحدیث نہیں تھے اور ایسے فقہ کے حامل تھے جو کتاب وسنت سے ماخوذ نہ ہو تو پھر یحییٰ بن معین جیسا امام جلیل ان کی تقلید نہ کرتا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبار محدثین میں سے ہیں

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے ''کہ وہ علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے ہیں۔ محدثین ان کے مذہب پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں اور ان کے رد وقبول کا اعتبار ہے۔''

صالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ ''عقود الجمان'' میں رقم طراز ہیں: ''جان لو! کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں''۔ اور یہ بات تو پیچھے گزر چکی ہے کہ انہوں نے چار ہزار مشائخ تابعین وغیرہ سے اخذ حدیث کیا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت روایات منقول نہ ہونے کی وجہ

حافظ ابوعبداللہ ذہبی جو بڑے درجہ کے ناقد ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''المجتمع'' میں (طبقات الحفاظ من المحدثین) میں امام صاحبؒ کو شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی کوششیں کامیاب ہیں۔ اگر ان کو اخذ حدیث کا اہتمام نہ ہوتا تو وہ اس قدر مسائل کا استنباط نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دلائل سے مسائل کا استنباط کیا۔ ان سے کثرت روایات نقل نہ ہونے کی وجہ علم حدیث سے ان کی بے توجہی نہیں جیسا کہ بعض ان لوگوں کا خیال ہے جو ان سے حسد رکھتے ہیں۔ اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسیع الحافظہ ہیں لیکن ان سے قلت روایات کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ: ان کا دلائل کے ذریعہ احادیث سے مسائل کے استنباط میں مشغول ہونا۔ جیسا کہ اجلاء صحابہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایات قلیل نقل ہیں۔ ان کے ان روایات کے عملی نفاذ میں مشغول ہونے کی وجہ سے باوجودیکہ ان کو دوسروں کی نسبت روایات زیادہ یاد تھیں۔

اسی طرح امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایات کم منقول ہیں بنسبت ان کی مسموع روایات کے کیونکہ یہ بھی مسائل کے استخراج میں مشغول تھے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی خوب محفوظ روایات ہی کو نقل کرتے تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یوسف سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کوئی حدیث نقل کرے جب تک کہ جس سے اس نے حدیث سنی ہے اس وقت سے اور جب نقل کر رہا ہے اس وقت تک ہر بات کا اس کو استحضار نہ ہو۔

کبار محدثین امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کرتے ہیں

امام صاحب کی فضیلت کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ ان سے ان کبار محدثین

نے روایات نقل کی ہیں۔ ابراہیم بن طہمان' اسباط بن محمد' اسحاق بن یوسف الارزق' حفص بن عبدالرحمٰن' حمزہ الزیات' زفر بن ھذیل' عبداللہ بن مبارک' سفیان ثوری' حفص بن غیاث' حسن بن صالح' عبدالرزاق بن ہمام صاحب المصنف' علی بن مسہر' فضل بن دکین' وکیع بن الجراح' یزید بن زریع' یزید بن ہارون' معافی بن عمران' قاضی ابو یوسف' محمد بن حسن الشیبانی' مکی بن ابراہیم' ضحاک بن مخلد' محمد بن عبداللہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہم۔ اور مکی بن ابراہیم' ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری۔ ان تین سے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں بیس ثلاثیات ذکر کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے شاگردوں سے منقول ہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی "لامع الدراری" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"بخاری شریف میں ۲۲ حدیثیں ثلاثیات ہیں۔ اور وہ لوگ اہتمام کے ساتھ ثلاثیات بخاری کو شمار کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے بیس ایسی ہیں جو امام صاحب کے شاگردوں یا ان کے شاگردوں کے واسطے سے امام بخاری نے نقل کی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے گیارہ روایات انہوں نے مکی بن ابراہیم سے نقل کی ہیں اور وہ یہ ہیں: پہلی چار، چھٹی، ساتویں، گیارہویں بارہویں، چودھویں، سترہویں، اور انیسویں۔ ان میں سے چھ امام بخاری نے ابوعاصم نبیل ضحاک بن مخلد کے واسطے سے نقل کی ہیں اور یہ امام صاحبؒ کے تلامذہ میں سے ہیں ان کی مرویات بھی ثلاثیات میں سے ہیں جو یہ ہیں۔ پانچویں، آٹھویں، پندرہویں، اٹھارہویں اور اکیسویں۔ اور ثلاثیات میں سے انہوں نے تین کی تخریج محمد بن عبداللہ انصاری سے کی ہے۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ان سے جو ثلاثیات بخاری نے نقل کی ہیں وہ یہ ہیں۔ دسویں، سولہویں اور بیسویں۔ اب صرف دو باقی رہیں ایک تیرہویں، اس کی تخریج عصام بن خالد حمصی سے کی اور دوسری بائیسویں اس کی تخریج خلاد بن یحییٰ کوفی سے کی ہے۔ (دیکھیے پانچواں فائدہ لامع الدراری)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حماد بن ابی سلیمان کی صحبت میں

زفر بن ہذیل فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا: میں نے علم کلام کو بہت محنت سے حاصل کیا یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں میں اس علم میں ممتاز ہو گیا۔ ایک روز ہم حماد بن ابی سلیمان کی مجلس کے قریب بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے مجھ سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق سنت دینا چاہتا ہے کیسے طلاق دے؟ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں تھا میں نے اس سے کہا حماد سے پوچھو پھر جو وہ جواب دیں مجھے بھی بتانا۔

اس نے حماد سے سوال کیا انہوں نے کہا اس کو ایسے طہر کے زمانہ میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے وطی نہ کی ہو پھر اس کو چھوڑ دے کہ دو حیض کا زمانہ مزید گزر جائے پھر جب وہ پاک ہو کر غسل کر لے گی تو دوسرے سے اس کو نکاح حلال ہوگا۔ اس عورت نے واپس آ کر مجھے یہ بات بتائی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا علم کلام میں مشغول ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اور میں اسی وقت امام حماد کی مجلس میں جا بیٹھا۔ میں ان کے ذکر کردہ مسائل کو سنتا اور یاد کر لیتا حتیٰ کہ اگلے دن جب وہ ان مسائل کو دہراتے تو ان کے اکثر شاگرد غلطی کرتے اور مجھے وہ خوب یاد ہوتے۔ پس امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میری مجلس میں میرے بالکل سامنے سوائے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی نہ بیٹھا کرے۔ میں ان کی صحبت میں دس سال رہا۔ پھر ایک دن میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اپنی الگ مجلس منعقد کروں۔ میں اس خیال سے عشاء کے وقت نکلا لیکن جب مسجد میں داخل ہوا تو میرے دل نے حماد کی مجلس کو ترک کرنا پسند نہیں کیا میں نے اپنے خیال فاسد کو ترک کیا اور حماد کی مجلس میں شریک ہو گیا۔

اسی رات امام حماد کے قریبی عزیز کے بصرہ میں فوت ہونے کی اطلاع آئی جس نے کچھ مال چھوڑا تھا اور امام حماد کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی عدم موجودگی میں ان کی جگہ بیٹھوں یہاں تک کہ وہ جا کر واپس

آ جائیں۔ ان کی عدم موجودگی میں لوگوں نے مجھ سے ایسے مسائل پوچھے جو میں نے ان سے نہیں سنے تھے۔ میں ان کو جواب دیتا اور اس جواب کو اپنے پاس بھی لکھ کر رکھ لیتا۔ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ دو ماہ تک واپس نہ آئے۔ پھر جب واپس آئے تو میں نے ان کی خدمت میں وہ مسائل پیش کئے جو تقریباً ساٹھ تھے۔ انہوں نے چالیس کے جواب میں میری موافقت کی اور بیس میں مخالفت کی کہ وہ غلط ہیں' اس وقت میں نے دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ میں ان کی موت تک ان سے علم حاصل کرتا رہوں گا۔ پس میں ان سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۳)

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں بصرہ آیا تو میرا خیال تھا کہ مجھ سے جو بھی سوال کیا جائے گا میرے پاس اس کا جواب ہوگا، پس مجھ سے چند ایسی چیزوں کے بارے میں سوالات کیے گئے کہ ان کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔ اس وقت میں نے دل میں یہ پختہ خیال بٹھا لیا کہ میں موت تک حماد کو نہیں چھوڑوں گا پس میں ان کی صحبت میں بارہ سال رہا۔

ابو یحییٰ حمانی فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میں خوف زدہ ہوگیا۔ میں نے دیکھا جیسے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہا ہوں۔ جب میں بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تعبیر پوچھو۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا: یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو تحقیق کے ساتھ بیان کرے گا۔ (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۳۷)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابو وہب محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ میری اعانت نہ فرماتے تو میں بھی ایک عام آدمی ہوتا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۷)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حجر بن عبدالجبار فرماتے ہیں: قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہیں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں شمار کیا جائے۔ تو انہوں نے کہا: کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ نافع کسی کی مجلس نہیں۔ قاسم نے اس سے کہا: آؤ میرے ساتھ! جب وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا تو انہی کا ہو رہا۔ اور بولا: میں نے تو ایسی مجلس دیکھی ہی نہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک متقی اور سخی آدمی تھے۔ (ایضاً)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

احمد بن صباغ فرماتے ہیں میں نے محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے تھے: کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟

فرمایا: ہاں! وہ ایسے شخص تھے کہ اگر تم ان سے اس پیالہ کے بارے میں کلام کرو کہ یہ سونے کا ہے تو وہ اس کو دلائل سے سونے کا ثابت کر دیں گے۔ (تاریخ بغداد)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ابن جریج کی کیفیتِ غم

ابن عبادہ فرماتے ہیں: کہ میں ۱۵۰ھ میں ابن جریج کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موت کی خبر آئی۔ آپ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور بیمار پڑ گئے۔ اور فرماتے: ہائے افسوس! علم رخصت ہوا۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۸)

سب سے بڑا فقیہ

ضرار بن صرد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کون زیادہ فقیہ ہے ابوحنیفہ یا سفیان؟

فرمایا: سفیان حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اور ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں۔

(تاریخ بغداد)

ابو وہب بن مزاحم فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے تھے: میں نے سب سے بڑا عبادت گزار انسان دیکھا' سب سے بڑا متقی انسان دیکھا ہے' سب سے بڑا عالم دیکھا ہے اور سب سے بڑا فقیہ دیکھا۔

پس سب سے بڑا عبادت گزار، وہ عبدالعزیز بن رواد ہیں۔ سب سے بڑا متقی، وہ فضیل بن عیاض ہیں۔ سب سے بڑا عالم، وہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں' اور سب سے بڑا فقیہ وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، میں نے فقہ میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

ابو وزیر المروزی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی مسئلہ میں مجتمع ہو جائیں تو پھر ان سے بڑا فتویٰ کس کا ہوسکتا ہے؟ علی بن حسن ابن شقیق فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ جب کسی مسئلہ میں یہ دونوں (امام ثوری اور ابوحنیفہ) جمع ہو جائیں تو وہی میرا مسلک ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۳۴۳)

فائدہ: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ فقہ میں ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور حدیث میں سفیان ثوری ہیں۔ پس جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو جوان کی مخالفت کرے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

بشر بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا، فرماتے تھے: جب مجھے آثار واحادیث کی تلاش ہو تو سفیان ثوری کا قول دیکھتا ہوں اور جب ان سے مسائل کی تحقیق مقصود ہو تو ابوحنیفہ کا قول دیکھتا ہوں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۳۴۳)

محمد بن بشیر فرماتے ہیں: کبھی میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں آتا اور کبھی سفیان کی خدمت میں، ابوحنیفہ کے پاس آ کر ایک بات کہتا، وہ پوچھتے یہ کہاں سے لی؟ میں کہتا: سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے، فرماتے! تو نے ایسے شخص سے یہ بات نقل کی ہے اگر علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو ان کے محتاج ہوتے۔ کبھی سفیان کے پاس آتا اور کوئی بات کہتا، وہ کہتے یہ کہاں سے لی؟ میں کہتا: ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ تو فرماتے: تو نے روئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ

سے یہ بات حاصل کی۔ (ایضاً)

یحییٰ بن زیان فرماتے ہیں مجھ سے امام ابوحنیفہ نے کہا اے اہل بصرہ تم ہم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور ہم تم سے زیادہ فقیہ۔ (ایضاً)

ابونعیم فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل کی بہت زیادہ تحقیق کیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حفظِ سنن

محمد بن سعد کاتب فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن داؤد کو کہتے سنا کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کریں۔ اور پھر انہوں نے ان سے منقول احادیث اور فقہ کا ذکر کیا۔ (تاریخ بغداد)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے

احمد بن محمد بلخی فرماتے ہیں: شداد بن حکیم نے فرمایا: میں نے ابوحنیفہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

اسماعیل بن محمد الفارسی فرماتے ہیں: میں نے مکی ابراہیم کو امام ابوحنیفہ کے بارے میں کہتے سنا کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

یحییٰ بن القطان رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال پر فتویٰ دیتے تھے

یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کسی کا قول ہم نے نہیں سنا اور ہم اکثر ان کے اقوال ہی پر عمل کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کوفیین کے قول پر فتویٰ دیتے اور ان کے اقوال میں سے امام صاحب کے قول کو منتخب فرماتے۔ اور ان کے اصحاب میں سے ان کی رائے کا اتباع کرتے۔

فقہ میں لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چیں ہیں

ربیع فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چیں ہیں۔ حرملہ بن یحییٰ فرماتے ہیں میں نے محمد بن ادریس شافعی کو کہتے سنا، لوگ ان پانچ کے محتاج ہیں۔ جو یہ چاہے کہ فقہ میں تبحر حاصل کرے وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام شافعی سے یہ بھی سنا ہے کہ ابوحنیفہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو دینی سمجھ دی گئی ہے۔

اور جو شخص شعر میں مہارت حاصل کرنا چاہے تو وہ زہیر بن ابی سلمیٰ کا محتاج ہے۔ جو سیرت و تاریخ میں مہارت کا خواہش مند ہو وہ علی بن محمد بن اسحاق کا محتاج ہے۔ جو علم نحو میں مہارت کا خواہش مند ہو تو وہ کسائی کا محتاج ہے۔ اور جو علم تفسیر میں گہری نظر رکھنا چاہتا ہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گزاری

اسد بن عمیر فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور اکثر راتوں میں وہ ایک رکعت میں پورا قرآن پاک تلاوت کر لیتے۔ ان کے پڑوسی ان کے رونے کی آواز سنتے تو اللہ سے دعا کرتے کہ اللہ ان کے حال پر رحم فرمائے۔ یہ بات بھی خوب یاد ہے کہ جس جگہ ان کا انتقال ہوا وہاں انہوں نے ستر ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم فرمایا۔

فائدہ: اس آخری بات کے نقل میں غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کی رہائش کوفہ میں تھی تو یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جائے جس جگہ ان کا انتقال ہوا انہوں نے وہاں ستر ہزار قرآن پاک ختم کیے جبکہ ان کو قید میں کچھ عرصہ ہی رکھا گیا (جہاں ان کا انتقال ہوا)۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو خطیب بغدادی کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ تاریخ بغداد میں سات ہزار کا تذکرہ ہے۔ دیکھئے تاریخ بغدادی ج ۱۳ ص ۳۵۴۔ صحیح بات وہ ہے جو

''موفق'' میں ہے کہ جس گھر سے امام صاحبؒ کو قید کیا گیا تھا اس میں قید ہونے سے قبل امام صاحبؒ نے سات ہزار قرآن ختم کیے تھے (ص ۲۰۷) اور یہ کچھ بعید بات نہیں اس لئے کہ ابوبکر بن عیاش سے منقول ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بہن رونے لگی آپ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو؟ اس کونے کی طرف دیکھو میں نے اس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے۔(غایۃ النہایۃ: ج۱ص ۳۴۷)

حماد بن ابوحنیفہ فرماتے ہیں: جب میرے والد کا انتقال ہوا تو حسن بن عمارۃ نے ان کو غسل دینے کی اجازت چاہی۔ جس کو میں نے قبول کیا۔ جب انہوں نے ان کو غسل دیا تو فرمایا: ''اللہ آپ پر رحم کرے اور آپ کی بخشش کرے آپ نے تیس سال سے افطار نہیں کیا (یعنی مسلسل روزے رکھے) اور چالیس سال سے رات کو تکیہ کا سہارا نہیں لیا اور کیا اب آپ تھک گئے ہیں۔(تاریخ بغداد ج۱۳ص ۳۵۴)

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں رات بھر سوتے نہیں۔ ابوحنیفہ بولے خدا کے لیے ایسی بات نہ کہو جو میں نہ کرسکوں اور آپ رات بھر نماز و دعا میں گڑگڑاتے ہوئے مشغول رہتے تھے۔(تاریخ بغداد ج۱۳ص ۳۵۵)

حفص بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں نے مسعر بن کدام کو کہتے سنا، میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے اس کی قراءت اچھی لگی، اس نے قرآن کی ایک منزل تلاوت کی، میرا خیال تھا کہ وہ اب رکوع کرے گا پھر اس نے تہائی قرآن پڑھائی پھر نصف وہ قرآن پڑھتا ہی رہا حتیٰ کہ اس نے ایک رکعت میں پورا قرآن مکمل کرلیا۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔(تاریخ بغداد)

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک رکعت میں چار ائمہ نے قرآن ختم کیا:

X عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ X تمیم الداری رضی اللہ عنہ

☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ☆ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (تاریخ بغداد)

یحییٰ بن نصر فرماتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۱)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حبان بن موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ جب میں کوفہ آیا تو لوگوں سے پوچھا: یہاں رہنے والوں میں سب سے متقی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (ایضاً ص ۳۵۸)

سلیمان بن ربیع فرماتے ہیں: میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے سنا: میں کوفیوں میں بیٹھا ہوں میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متقی ان میں کوئی نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

علی بن حفص بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حفص بن عبدالرحمٰن، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کاروباری شریک تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے کچھ سامان تیار کیا اوران کو بیچنے کے لئے بھیج دیا اور سمجھا دیا کہ کپڑے میں فلاں فلاں عیب ہے جب اس کو بیچو تو عیب بیان کر دینا، حفص نے جب سامان فروخت کیا تو جس کو سامان بیچا تھا اسے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس سے جتنی رقم حاصل ہوئی تھی انہوں نے سب صدقہ کر دی۔ (تاریخ بغداد)

حامد بن آدم فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا میں نے کسی کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متقی نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

عہدۂ قضا سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انکار

عبیداللہ بن عمرو الرقی فرماتے ہیں: ابن ابی ہبیرہ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوفہ کے عہدۂ قضا پر فائز ہونے کے لئے کہا تو آپ نے انکار کر دیا۔

فائدہ: خطیب بغدادی نے اس پر اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نے ان کو

ایک سو دس کوڑے مارے روزانہ دس کوڑے مارے جاتے تھے لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے آپ کو رہا کر دیا۔ صالحی نے ''عقود الجمان'' میں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ ابن ہبیرہ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تجھے خدا کا خوف نہیں ہے کہ تو میری امت کے ایک شخص کو بلا جرم مارتا ہے اور اس کو دھمکاتا ہے۔ پس اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ (عقود الجمان ص ۳۱۳)

جب امام صاحب کو چھوڑ دیا گیا تو آپ نے فرمایا میری والدہ (کی جدائی) کا غم میرے لئے اس مار سے زیادہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی امام اعظم کے ان کوڑوں کا ذکر کرتے تو رو پڑتے تھے۔ جبکہ خلق قرآن کے مسئلہ میں خود ان پر کوڑے برسائے گئے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۷)

صالحی نے ذکر کیا ہے کہ ابن ہبیرہ نے دو مرتبہ امام صاحب پر کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ ایک مرتبہ جب ان کو بیت المال کا متولی بنانا چاہا دوسری مرتبہ جب ان کو کوفہ کے عہدۂ قضا پر فائز کرنا چاہا۔

صالحی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب ابن ہبیرہ نے ان کو رہا کر دیا تو آپ مکہ معظمہ چلے گئے اور یہ ۱۳۰ھ تھا مکہ میں اس وقت تک رہے کہ خلافت عباسیہ قائم ہوگئی اور خلیفہ ابن جعفر منصور کے زمانے میں واپس کوفہ آئے۔ پھر ۱۵۰ھ میں آپ کو دوبارہ مارا گیا اور قید کر دیا گیا یہی آپ کا سن وفات ہے قید خانہ میں ہی آپ کا زہر دیے جانے کی وجہ سے انتقال ہوا۔ جس کا تذکرہ ہم ان شاء اللہ کریں گے۔ (تعلیق تبییض الصحیفہ ص ۱۱۹)

امام صاحب کا خلیفہ منصور کے وظیفہ سے انکار

مغیث بن بدیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منصور نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دس ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا اور ان کو بلوایا کہ وہ آ کر لے لیں۔ انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا کہ یہ ایسا شخص ہے اگر میں اس کو یہ رقم لوٹاؤں تو مجھ پر غصہ ہوگا اور اگر قبول کر لوں تو میرے دینی معاملات میں ایسی دخل اندازی کرے گا جو مجھے پسند

نہیں۔ میں نے کہا یہ رقم اس کی نظر میں کافی زیادہ ہے پس جب وہ آپ کو یہ رقم لینے کے لئے بلائے تو آپ یہ کہہ دیجئے گا کہ میں امیر المؤمنین سے اس کا متمنی نہیں ہوں۔

جب اس نے آپ کو رقم دینے کے لئے بلایا تو آپ نے یہی جواب دے دیا جب اس کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے آپ کا وظیفہ بند کر دیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاملات میں میرے علاوہ کسی سے مشورہ نہیں کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد)

یزید بن ہارون اور محمد بن عبداللہ انصاری کی رائے

محمد بن عبدالملک دقیقی فرماتے ہیں میں نے یزید بن ہارون کو کہتے سنا میں بہت لوگوں سے ملا ہوں لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقلمند، زیادہ افضل اور زیادہ متقی کوئی نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

محمد بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل، ان کی بول چال ارادے اور آمد و رفت سے ظاہر ہوتی تھی۔

ہم مجلسوں کا اکرام

حجر بن عبدالجبار فرماتے ہیں میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مجالس اور اصحاب مجلس کا اکرام کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد)

فراست امام

اسماعیل ابوحنیفہ کے پوتے بیان فرماتے ہیں کہ ایک شیعہ طحان نامی ہمارا پڑوسی تھا اس نے دو خچر پالے ہوئے تھے ایک کا نام ابوبکر اور دوسرے کا عمر رکھا ہوا تھا۔ ایک رات ان میں سے ایک خچر نے اسے ٹکریں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ جب یہ بات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا تحقیق کرو اس کو کون سے خچر نے ٹکریں مار کر ہلاک کیا ہے، میرا خیال ہے وہ عمر نامی خچر ہوگا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ایسا ہی تھا۔

معاندین سے حسنِ سلوک

سلیمان بن ابی شیخ فرماتے ہیں مسادر الوراق نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند نازیبا شعر کہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے ملاقات ہوگئی تو فرمایا کہ تم ہماری ہجو کرتے ہو، ہم تم سے خوش ہیں اور اس کو کچھ دراہم بطور ہدیہ بھیجے تو اس نے یہ شعر کہے

اذا ما اهل مصر باد هونا ۞ بداهية من الفتيا لطيفة
اتيناهم بمقياس صحيح ۞ صليب من طراز ابی حنيفة
اذا سمع الفقيه به حواه ۞ واثبته بحبر فی صحيفه

''جب اہل شہر نے ان کے فتوؤں کی لطافتوں کو ہلکا سمجھا۔ تو ہم نے ابوحنیفہ کے طرز کو پرکھنے کے لیے انہیں ایک صحیح پیمانہ دیا۔ اور جب فقیہ نے اس کو سنا تو اس کو اپنی کاپی میں محفوظ کرلیا۔''

فائدہ :موفق مکی نے بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ ان اشعار کو مدحِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں ذکر کیا ہے اور دو شعروں کا اضافہ بھی کیا ہے جو یہ ہیں:

اذا ما الناس يوما قايسونا ۞ بآبدة من الفتيا طريقه
اتينا هم بمقياس صليب ۞ مصيب من طراز ابی حنيفة
اذا سمع الفقيه بها وعاها ۞ اثبتها بحبر فی صحيفه
بآثار اتيته عن سراة ۞ من الماضين مسنده عريفه
فاوضح للخلائق مشكلات ۞ نوازل كن قد تركت وقيفه

''ایک دن جب لوگوں نے کسی فتویٰ کے متعلق ہم سے مناظرہ کیا۔ تو ہم نے امام ابوحنیفہ کے طرز پر دلائل دینا شروع کر دیا۔ تو فقیہ نے ان کی قدر کی اور یعنی اپنی کاپیوں میں لکھ لئے۔ لوگوں کے ایسے ایسے مشکل مسائل کو حل کرلیا جن کو وہ مشکل سمجھ کر ترک و

موقوف کر دیتے تھے۔"

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ابو حنیفہ کے بارے میں تعریفی کلمات

محمد بن احمد بن یعقوب فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے مجھے بعض اشعار سنائے جو عبداللہ بن مبارک نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں کہے تھے:

رآیت ابا حنیفة کل یوم ❁ یزید نبالة و یزید خیرا
وینطق بالصواب ویصطفیه ❁ اذا ما قال اهل الجور جورا
یقایس من یقائسه بلب ❁ فمن ذا یجعلون له نظیرا
کفانا فقد حماد وکانت ❁ مصیبتنا به امرا کبیرا
فرد شماتة الأعداء عنا وابدی بعده علما کثیرا
رآیت ابا حنیفة حین یوتی ❁ ویطلب علمه بحرا عزیزا
اذا ما المشکلات تدافعتها ❁ رجال العلم کان بها بصیرا

"میں دیکھتا ہوں کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرافت اور خیر دن بدن بڑھتی ہی جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ درست بات ہی کہتے ہیں جبکہ ظالمین غلط سلط کہتے ہیں۔ جب کسی کو دیکھنا ہو تو امام صاحب کی عقل پر پرکھ کر دیکھ لو ان جیسی مثال کہاں مل سکتی ہے۔ جب سے ہم نے حماد کو کھویا ہے ہمارے لئے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کافی ہیں، حماد کا رخصت ہونا ہمارے لئے بڑی مصیبت تھی۔ آپ نے ہم سے دشمنوں کے اعتراضات دور کیے اور حماد کے بعد آپ نے علم کثیر کو ظاہر کیا۔ میں نے امام صاحب کے علم کو بحر زخار پایا۔ جب ان سے علم کے متعلق سوال کیا گیا۔ دوسرے علماء مشکل مسائل سے پہلو تہی کرتے اور امام صاحب کے سامنے وہ عیاں ہوتے۔"

(تاریخ بغداد)

ابن ابی داؤد کی رائے

ابن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لوگ دو قسم کے ہیں ایک ان کے مرتبہ سے ناواقف، دوسرے ان سے حسد کرنے والے۔

ابن ابی داؤد نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسد رکھتے ہیں یا ان کے مرتبہ سے ناواقف ہیں میرے نزدیک ان کے مرتبہ سے ناواقف ان کے حاسدین سے بہتر ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۶۷)

اپنے حاسدین کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

عبدالعزیز بن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ وکیع ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت امام ابوحنیفہ سر نیچے کیے کسی سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا: شریک کے پاس سے' میرا خیال ہے ان کو شریک کی کوئی ایسی نازیبا بات جو اس نے ان کے بارے میں کہی تھی پہنچ چکی تھی۔ آپ نے سر اٹھایا اور یہ اشعار کہے

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم ❁ قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم ما بی ومابھم ❁ ومات اکثرنا غیضا بما یجد

''اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تب بھی میں ان کو ملامت نہیں کرتا مجھ سے پہلے بہت سے ایسے اہلِ فضل گزر چکے ہیں جن سے حسد کیا گیا پس جو میرے لئے ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوگی جو ان کے لئے ہے وہ ان کے لئے ہوگی بہت سے لوگ اپنی حسد کی آگ میں جل کر خود ہی مر گئے۔''

ابن ابی عائشہ کا قول

قاضی رئے احمد بن عبد فرماتے ہیں میرے والد ایک مرتبہ ابن ابی عائشہ کی

خدمت میں حاضر تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چل نکلا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا ہم کو ابوحنیفہ کی بات کی ضرورت نہیں۔ ابن ابی عائشہ بولے کہ اگر تم ان کو دیکھ لو تو انہیں چاہنے لگو۔ تمہاری اور ان کی مثال میں میں یہ شعر ہی پڑھ سکتا ہوں:

اقلوا علیه ویلکم لا ابالکم ❁ من اللوم او سدوا المکان الذی سدا

''تمہارا ناس ہو تم یا تو امام صاحب کا کوئی قائم مقام لاؤ یا امام پر ملامت کم کرو۔''

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اجتہاد و استنباط

یحیٰی بن ضریس فرماتے ہیں سفیان کے پاس ایک شخص آیا اس نے ان سے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

انہوں نے پوچھا کس بارے میں؟ کہنے لگا میں نے سنا ہے ابوحنیفہ کہتے ہیں میں کتاب اللہ سے دلیل پکڑتا ہوں پھر اگر اس میں نہ پاؤں تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں کوئی حکم نہ پاؤں تو ان کے صحابہ کے قول سے استنباط کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول چاہوں میں اختیار کرتا ہوں اور جس کا چاہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ اور ان کے قول کے مقابلے میں کسی دوسرے کا قول نہیں لیتا۔ پس اگر معاملہ یہیں پر ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ اور اگر ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، عطاء، سعید بن المسیب وغیرہ افراد تک معاملہ جائے تو یہ افراد ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا تو میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد کیا۔ (تاریخ بغداد)

علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب ہیں

ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی نے اپنی مسند کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا کہ علم اللہ پاک کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوا۔ آپؐ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف، ان سے تابعین کی طرف اور پھر ان سے ابوحنیفہ

اوران کے اصحاب کی طرف منتقل ہوگیا۔

فائدہ: خطیب بغدادی نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی نقل کیا ہے ''جس کا دل چاہے اس سے راضی ہو اور جس کا دل چاہے ناراض''۔ (ج ۱۳ ص ۳۳۶)

محمد بن حفص نے حسن بن سلیمان سے اس حدیث "لا تقوم ساعة حتى يظهر العلم": (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کے علم ظاہر ہو جائے) کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم اوران کے آثار کا پھیلنا ہے۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیاں

سعید بن منصور فرماتے ہیں: میں نے فضیل بن عیاض کو کہتے سنا کہ ابوحنیفہ ایک ایسے فقیہ تھے جو اپنے فقہ کی وجہ سے پہچانے جاتے۔ اپنے تقویٰ کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ کثیر المال تھے جو کوئی ان کے پاس چکر لگاتا اس پر فضل و احسان فرماتے۔ رات دن تعلیم دینے کی مشقت پر صبر کرنے والے، کثرت سے روزہ رکھنے والے، کم گو انسان تھے۔ اگر ان سے کسی حلال وحرام کی بابت سوال کیا جاتا تو حق کو دلیل سے ثابت کرتے۔ بادشاہ کی طرف سے ملنے والے ہدایا سے دور بھاگتے تھے۔ جب ان کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش کیا جاتا جس میں کوئی حدیث صحیح ہوتو اس کا اتباع کرتے اگرچہ وہ کسی صحابی یا تابعی ہی سے منقول ہو ورنہ عمدگی سے قیاس کرتے۔ (تاریخ بغداد)

ابوعبید فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: جو فقہ سیکھنا چاہے اسے امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کو لازم پکڑنا چاہئے، کیونکہ سب لوگ فقہ میں انہیں کے تابع ہیں۔ (تاریخ بغداد)

وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرنا

وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب امانت تھے اوران کے دل میں اللہ پاک کی بڑی عظمت وکبریائی تھی۔ وہ ایسی راہ پر تھے کہ اللہ ان

سے ہر حال میں راضی تھا اگر وہ اللہ کی راہ میں تلوار اٹھاتے تو بھی امکان یہی تھا کہ اللہ ان پر رحم فرماتا اور ان سے راضی ہوتا۔ اللہ نیک لوگوں سے راضی ہوتا ہے وہ انہی میں سے تھے۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ کے تعریفی کلمات

حسن بن حارث فرماتے ہیں: میں نے نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا، لوگ فقہ کی بابت سوئے ہوئے تھے حتیٰ کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ان کو اپنے فقہ بیان اور تلخیص کے ذریعہ بیدار کیا۔ (ایضاً ج ۱۳ ص ۳۴۵)

مسعر بن کدام امام کے حلقہ درس میں

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مسعر رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھے دیکھا وہ آپ سے سوال کر رہے تھے اور جوابات کو سمجھ رہے تھے۔ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فقہ میں عمدہ کلام کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۳)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابونعیم فرماتے ہیں: ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عمدہ چہرے والے تھے، اچھے کپڑے پہنتے، عمدہ خوشبو استعمال کرتے، آپ کی مجلس بہت اچھی ہوتی، بہت اکرام کرتے، اپنے بھائیوں کے ساتھ عمدگی سے پیش آتے۔ (ایضاً)

معمر رحمۃ اللہ علیہ کے تعریفی کلمات

عبدالرزاق فرماتے ہیں: میں معمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس عبداللہ بن مبارک آ گئے، تو میں نے معمر کو کہتے سنا: میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر فقہ میں کلام کرتا ہو اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر حدیث کی شرح

کرتا ہو اور اس سے مسائل مستنبط کرتا ہو۔

میں اپنے آپ سے خوفزدہ رہتا ہوں کہ میرے دل میں یہ شک نہ آئے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص نے دین میں کوئی بات داخل کی ہوگی۔ (ایضا)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابوداؤد کا فیصلہ

بشر بن حارث فرماتے ہیں: میں نے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا، کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی زبان نہیں کھول سکتا سوائے دو آدمیوں کے۔ ایک جو ان کے علم سے حسد کرتا ہو دوسرا جاہل جو ان کے علم کی قدر کو نہیں پہچانتا۔ میں نے ابو معاویۃ الضریر کو یہ کہتے سنا، کہ میں ہارون کے پاس تھا اس نے مجھے حلوا کھلایا پھر اس کے پاس پانی اور سلفچی لائی گئی پھر اس نے میرے ہاتھوں پر پانی ڈال کر ہاتھ دھلائے۔ پھر بولا تجھے معلوم ہے تیرے ہاتھ کس نے دھلائے ہیں؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ بولا کہ امیر المؤمنین نے تمہارے علم کے اکرام کی وجہ سے۔ میں نے کہا اللہ آپ کا اکرام کرے جیسے آپ نے علم کا اکرام کیا۔

قاری ابوعبدالرحمٰن کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقلِ حدیث کا انداز

بشر بن موسیٰ فرماتے ہیں: ابوعبدالرحمٰن المقری جب امام صاحب سے کسی روایت کو نقل فرماتے تو یوں کہتے ہیں: حدثنا شاھانشاہ: ''بادشاہوں کے بادشاہ نے ہم سے بیان کیا۔'' (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

دنیا کے سب سے بڑے عالم

ابن ابی اویس فرماتے ہیں: میں نے ربیع کو کہتے سنا: کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ منصور کے دربار میں داخل ہوئے اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ بیٹھے تھے۔ انہوں نے منصور سے کہا یہ آج دنیا کا سب سے بڑا عالم ہے۔ اس نے امام صاحب سے پوچھا: اے نعمان! تم نے کس سے علم حاصل کیا؟

آپ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سے بواسطہ اصحاب عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ سے بواسطہ اصحاب علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بواسطہ اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روئے زمین پر ان سے زیادہ عالم کوئی نہیں تھا۔

منصور نے کہا تو نے باوثوق ذرائع سے علم حاصل کیا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غیبت سے احتراز

یحییٰ حمانی فرماتے ہیں: میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا، کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابو عبداللہ! ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غیبت سے کتنا بچتے تھے؟ میں نے ان کو کبھی اپنے دشمن کی برائی کرتے نہیں سنا۔ کہنے لگے: خدا کی قسم! وہ بہت عقلمند تھے کہ انہوں نے اپنی نیکیوں پر اس چیز کو مسلط نہیں کیا جو ان کو مٹا دے۔

حاسدین کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا، کہ حسن بن عمارۃ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کی لگام پکڑی ہوئی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں: خدا کی قسم! میں نے آپ سے زیادہ بلیغ انداز میں فقہ میں کلام کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ حاضر جواب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے زمانے میں آپ فقہ پر کلام کرنے والوں کے سردار تھے۔ آپ کے بارے میں جو کوئی کلام کرتا ہے صرف حسد کی وجہ سے کرتا ہے۔

مسعر بن کدام کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت اختیار کرنا اور ان کی مسجد ہی میں مرنا

مسعر بن کدام کہتے ہیں: میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آیا میں نے انہیں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے بیٹھ گئے۔

یہاں تک کہ آپ نے ظہر پڑھی، پھر عصر تک بیٹھے، عصر پڑھ کر مغرب تک پڑھایا اور مغرب پڑھنے کے بعد آپ نے عشاء کی نماز تک پڑھایا۔

میں نے دل میں سوچا یہ آدمی پڑھنے پڑھانے کے شغل میں مشغول ہے عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا۔ میں اس کی رات کی نگرانی کروں گا۔

پس میں نے آپ کی رات کی نگرانی کی جب لوگ سو گئے تو آپ پھر مسجد کی طرف آئے اور طلوعِ فجر تک نماز میں مشغول رہے۔ اس کے بعد گھر میں گئے کپڑے بدلے پھر مسجد میں آئے فجر پڑھائی اور لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے بیٹھ گئے، ظہر تک پڑھایا، اس کے بعد عصر تک پھر مغرب اور عشاء تک پڑھایا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید انہوں نے شب گزشتہ میں آرام کیا ہوگا میں اس رات پھر ان کی نگرانی کروں گا۔ پس میں نے ان کا خیال رکھا پھر جب لوگ سو گئے تو آپ باہر تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور وہی کچھ کیا جو شبِ گزشتہ میں کیا تھا پھر جب صبح ہو گئی تو آپ نے اسی طرح کپڑے وغیرہ تبدیل کئے اور نمازِ فجر کے لئے باہر تشریف لائے اور یوم گزشتہ کی طرح سارا دن وہی اعمال کئے، حتیٰ کہ جب عشاء پڑھائی تو میں نے دل میں کہا شاید ان دو راتوں میں آپ کی طبیعت میں نشاط ہو میں آج کی رات آپ کو پھر دیکھوں گا۔ پس آپ نے اس رات میں بھی وہی اعمال کئے جو گزشتہ راتوں میں کئے تھے پھر صبح کو آپ اسی طرح تدریس کے لئے تشریف فرما ہوئے تو میں نے یہ عہد کر لیا کہ میں آپ سے مرتے دم تک وابستہ رہوں گا۔ پس میں نے آپ کی مسجد ہی میں ڈیرہ ڈال دیا۔

ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسعر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد ہی میں حالت سجدہ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ رحمہ اللہ علیہ۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۶)

شب بیداری

ابو جویریہ فرماتے ہیں میں حماد بن ابی سلیمان' علقمہ بن مرثد' محارب بن دثار اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا۔ میں نے ان میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ شب بیدار پایا۔ میں چھ ماہ ان کی خدمت میں رہا اس زمانے میں میں نے ان کو رات میں کمر ٹکاتے نہیں دیکھا۔

احادیث پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اعتماد

حمزہ سکری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں: جب مجھے کسی معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مل جاتی ہے تو پھر میں کسی اور طرف نہیں دیکھتا بلکہ اس سے اخذ مسئلہ کرتا ہوں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھامنے والا

ابو غسان فرماتے ہیں میں نے اسرائیل کو کہتے سنا: ''نعمان (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کتنے اچھے شخص ہیں وہ اس حدیث کو بہت یاد رکھتے ہیں جس میں کوئی مسئلہ ہو اور اس میں بہت زیادہ غور وخوض کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے خلفاء، امراء اور وزراء نے ان کا اکرام کیا۔ وہ جب کسی آدمی میں تفقہ دیکھتے تو اس سے سوال کرتے اور اس کے علم سے فائدہ اٹھاتے۔ مسعر فرماتے تھے: جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان (اس کے احکام کی پیروی کرنے میں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو واسطہ بنا لیا مجھے امید ہے کہ وہ افراط و تفریط میں مبتلا نہیں ہوگا اور بے خوف ہوگا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر معترض کی حیثیت

حارث بن الیاس فرماتے ہیں: کہ ابو وہب عامری نے کہا کہ موزوں پر مسح کا انکار اور امام ابوحنیفہ پر اعتراض بے وقوف ہی کر سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اکرام کرنا

ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوگیا، ہم ان کے پاس تعزیت کے لئے آئے، جبکہ وہ اپنے اعزہ کی ایک مجلس خاصہ میں تشریف فرما تھے۔ اور وہاں عبداللہ بن ادریس بھی تھے کہ اچانک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔

جب سفیان نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے معانقہ کیا اور اپنی جگہ ان کو بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو عبداللہ! میں نے آپ سے آج ایک ایسا فعل دیکھا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں اور اپنے اصحاب کو بھی اس کے کرنے سے منع کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ میں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آئے، آپ ان کے اکرام میں کھڑے ہوئے ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان کا بہت ہی اکرام کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے اس بات کو (یعنی بڑے کا اکرام کرنے کو) منع نہیں کیا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے اعلیٰ مقام کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں۔ پس اگر میں ان کے علم کی وجہ سے نہ اٹھوں تو ان کی بڑائی کی وجہ سے کھڑا ہوں گا۔ اور اگر ان کی کبرسنی کی وجہ سے کھڑا نہ ہوں تو ان کے فقہ کی وجہ سے کھڑا ہوں گا۔ اور اگر ان کے تفقہ کی وجہ سے کھڑا نہ ہوں تو ان کے تقویٰ کی وجہ سے کھڑا ہوں گا۔ انہوں نے مجھے چپ کرا دیا میرے پاس ان کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صحابی کے قول کو قیاس پر ترجیح دینا

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کسی مسئلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہو تو وہ میرے لئے سب سے اہم ہے۔ اور جب کوئی بات اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو تو ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اور اس سے باہر نہیں جاتے اور اگر کوئی بات تابعین سے منقول ہو تو پھر اپنے قیاس سے اس کا تقابل کرتے ہیں۔

رات دن میں دو قرآن کی تلاوت

علی بن یزید صدائی فرماتے ہیں: میں نے رمضان المبارک میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساٹھ قرآن پاک کی تلاوت کرتے دیکھا۔ ایک قرآن رات بھر میں پڑھتے اور ایک قرآن دن میں مکمل فرماتے۔ (مناقب ابی حنیفہ ص ۲۰۷)

رات کی نماز میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

یحییٰ حمانی نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب سے امام صاحب کا معمول نقل کیا ہے: کہ آپ عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے اور جب رات میں آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو عمدہ لباس زیب تن کرتے اور اپنی داڑھی میں کنگھا کرتے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۵)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں شقیق کی رائے

حافظ ابوبکر بن محمد بن عمر الجعابی کی کتاب سے اسحٰق بن بہلول نے سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ شقیق بن عیینہ فرماتے ہیں: میری آنکھ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مثل نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۶)

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

عفان بن مسلم فرماتے ہیں: میں نے حماد بن سلمہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے سنا: تقویٰ کے اعتبار سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب لوگوں سے بہتر ہیں۔

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اسماعیل بن عیاش فرماتے ہیں: میں نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمری رحمۃ اللہ علیہ دونوں کو امام صاحب کے بارے میں یہ کہتے سنا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مشکل مسائل کو لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کا قول

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری خواہش ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فلاں فلاں مسئلہ لکھ لوں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقلی بلندی

تاریخ بخاری میں غنجار، علی بن عاصم کا قول نقل کرتے ہیں: اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کو نصف اہل زمین کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل بڑھ جائے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پر فتویٰ نہیں دیتے

نعیم بن عمر فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں میں اپنی رائے پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں نے کبھی بھی حدیث کے بغیر فتویٰ نہیں دیا۔

وتروں میں سورتوں کی تلاوت

اسد بن عمر فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: قرآن میں کوئی ایسی سورت نہیں بچی جس کو میں نے اپنے وتروں میں نہ پڑھا ہو۔ (مناقب ابی حنیفہ)

ابوقاسم بن برہان النحوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابوقاسم علی بن حسین بن عبداللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قاسم بن برہان النحوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: جس کو بھی اللہ نے کچھ عطا فرمایا (یعنی علم) وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی وجہ سے، ان دونوں میں اللہ کی بے شمار نشانیاں اور عاجز کر دینے والی حکمتیں ہیں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اللہ نے ان دونوں کا انتخاب ہی صحیح طریقہ اور سچی شریعت کے لئے کیا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

ابن خسرو فرماتے ہیں کہ قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابویوسف

یعقوب بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر سنائے جوانہوں نے کہے تھے:

حسبی من الخیرات ما اعددته ❁ یوم القیامة فی رضی الرحمن
دین النبی محمد خیر الوری ❁ ثم اعتقادی مذهب النعمان

''قیامت کے دن اللہ کی خوشنودی کے لئے جو بھلائیاں میں نے جمع کی ہیں ان میں مجھے یہ دو ہی کافی ہیں۔ ایک محمد خیر الوریٰ کے دین میں ہونا' دوسرے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی پیروی۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی

محمد بن ثابت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اسید بن ابی اسید کو امام اعظم ابوحنیفہ کی حاضر جوابی اور قیاس پر بڑا تعجب ہوا، جبکہ حجاج نے اپنا ایک سفید بال پکڑا اور حجام سے کہنے لگا اس قسم کے سفید بال اکھاڑ دو' حجام بولا ان کو نہ اکھاڑیے اس لئے کہ یہ جتنے اکھاڑے جائیں گے یہ زیادہ پیدا ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فوراً بولے: اگر اکھاڑنے سے سفید بال زیادہ نکلتے ہیں تو پھر تم کالے بال اکھاڑ دو تا کہ وہ زیادہ نکل آئیں۔ (کتاب المتفق و المفترق)

عہدۂ قضا سے بچنے کے لئے حیلہ

محمد بن یحییٰ القصری فرماتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ، امام ثوری، مسعر اور شریک رحمہم اللہ کو بلایا تا کہ ان کو عہدۂ قضا سپرد کرے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بولے میں بتاؤں کہ کیا معاملہ ہوگا؟ فرمایا: کہ میرا معاملہ تو یہ ہے کہ میں حیلہ کر کے اس سے بچ جاؤں گا۔ اور مسعر رحمۃ اللہ علیہ وہ تو ایسی حالت بنائے گا کہ خلیفہ سمجھے یہ مجنون ہے، وہ بھی بچ جائے گا۔ اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ تو وہ بھاگ جائے گا۔ البتہ شریک رحمۃ اللہ علیہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا۔ پس جب یہ سب خلیفہ منصور کے یہاں

پیش ہوئے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: میں تو (عرب کی) پیروی کرنے والا ہوں اور عرب میں سے نہیں ہوں اور عرب اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ ان پر ایک غیر عرب قاضی مقرر ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے اندر اس عہدہ کی صلاحیت نہیں ہے۔ پس اگر میں اپنے اس قول میں سچا ہوں تو پھر میں اس عہدہ کا اہل نہیں ہوں اور اگر جھوٹا ہوں تو آپ کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ آپ ایک جھوٹے کو مسلمانوں کی جانوں اور اموال پر حاکم مقرر کر دیں۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب خلیفہ کا آدمی پہنچا تو انہوں نے کہا یہاں ٹھہرو میں ایک کام سے فارغ ہو کر ابھی آیا وہ انتظار کرنے لگا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشتی کے ملاح سے کہا: تو مجھے کشتی میں سوار کر نہیں تو میں ذبح کر دیا جاؤں گا۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا: من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین "جس کو عہدۂ قضا پر فائز کیا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔" تو ملاح نے آپؒ کو ایک بوری کے نیچے چھپا لیا۔

امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے اس سے کہا اپنا ہاتھ دکھاؤ میں دیکھوں تمہارا تمہاری اولاد اور تمہارے جانوروں کا کیا حال ہے۔ خلیفہ نے کہا اس کو نکال دو یہ تو پاگل معلوم ہوتا ہے۔ البتہ شریک رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا پر فائز کیا گیا اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ تمہارے لئے بھاگنا ممکن تھا لیکن تم نہیں بھاگے۔

سلف صالحین کی پیروی لازم ہے

ابو اسماعیل فرماتے ہیں: میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اعراض و اجسام کے بارے میں علم کلام میں جو باتیں لکھی ہیں ان کے بارے میں سوال کیا۔

آپؒ نے فرمایا: وہ فلاسفہ کی باتیں ہیں تم پر سلف صالحین کا اتباع لازم ہے ان سے اور ہر نئی بات سے بچو کہ وہ بدعت ہے۔

محمد بن حسین فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عمر بن عبید پر

لعنت فرمائے کہ اس نے علم کلام میں لا یعنی طریق ایجاد کیا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں فقہ سیکھنے کی ترغیب دیتے اور علم (فلسفہ) سے احتراز کرنے کو فرماتے۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرنا

تاریخ ابن خلکان میں ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل، زاہد، متقی، پرہیز گار اور اللہ کے حضور ہمیشہ تضرع وزاری کرنے والے شخص تھے۔ منصور نے ان کو عہدۂ قضا پر فائز کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے قسم کھائی کہ میں ایسا ضرور کروں گا۔ ابوحنیفہ نے قسم کھائی میں ہرگز اس کو قبول نہیں کروں گا۔

ربیع بن یونس حاجب اثری نے کہا امیر المؤمنین نے قسم کھالی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا امیر المؤمنین میری نسبت کفارہ قسم کے ادا کرنے پر زیادہ قادر ہیں۔ آپ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپ کو عہدۂ قضا پر فائز کیا جائے۔ آپؒ فرماتے: اللہ سے ڈرو، یہ امانتیں انہی کے سپرد کرو جو خوف خدا رکھتے ہیں۔ رہ گیا میرا معاملہ تو میں تو بخدا خوشی میں بھی مامون نہیں ہوں تو غصہ میں کیسے قابو میں رہ سکتا ہوں۔

تیرے مصاحبین میں سے بہت سے ایسے ہیں جو تیرے لئے بہتر انداز میں یہ کام کر سکتے ہیں۔ میرے میں اس کی صلاحیت نہیں ہے۔ خلیفہ نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، تم میں اس کی صلاحیت ہے۔ آپ نے جواب دیا تو نے خود ہی میرے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔ تیرے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ عہدۂ قضا جو ایک امانت ہے اس پر ایک جھوٹے شخص کو مقرر کر دیا جائے۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوبصورت آدمی تھے، عمدہ ہیئت میں رہتے، اور بکثرت عطر کا استعمال فرماتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ کے بارے میں ابن معین کا قول

یحیٰی بن معین فرماتے ہیں: میرے نزدیک قراءت حمزہ کی اور فقہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتبر ہے، میں نے لوگوں کو اسی پر کاربند پایا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کم گوئی

جعفر بن ربیع فرماتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پانچ سال رہا میں نے آپ سے زیادہ کم گو کسی کو نہیں دیکھا۔ جب آپ سے فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ منہ کھولتے اور بہتے چشمے کی طرح رواں دواں کلام فرماتے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسیوں سے حسن سلوک

کوفہ میں امام صاحب کا ایک پڑوسی اسکاف تھا۔ سارا دن کام کرتا، رات گئے گھر لوٹتا۔ کبھی گوشت لے کر آتا اور اس کو پکا کر کھاتا یا مچھلی لاتا اور اس کو بھون کر کھاتا اور شراب پیتا رہتا، جب شراب کا نشہ چڑھ جاتا تو یہ شعر پڑھنا شروع کر دیتا

اضاعونی وای فتی اضاعوا ۞ لیوم کریھة و سداد ثغر

''انہوں نے مجھے ضائع کر دیا ہے اور انہوں نے ایک ایسے نوجوان کو ضائع کیا ہے جس سے حالتِ جنگ میں سرحدوں کی حفاظت کا کام لیا جا سکتا تھا۔''

وہ شراب پیتا رہتا اور اس شعر کو دہراتا رہتا حتیٰ کہ سو جاتا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہر رات اس کی اس آواز کو سنتے تھے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود ساری رات نماز پڑھتے تھے۔ ایک رات جب امام صاحب نے اس کی آواز نہ سنی تو اس کے بارے میں استفسار کیا، آپ کو بتایا گیا کہ چند دن ہوئے اس کو بادشاہ کا چوکیدار پکڑ کر لے گیا ہے اور وہ قید خانہ میں ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کی نماز پڑھی اور اپنے خچر پر سوار ہو کر خلیفہ کے دربار میں پہنچے اور حاضری کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے کہا: ان کو آنے کی اجازت ہے اور ان کو سواری سے اترنے کے لئے نہ کہا جائے بلکہ اکراماً ان کے لئے فروش بچھائے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، امیر نے اپنی مجلس جاری رکھی جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش

ہوئے تو خلیفہ نے کہا آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ نے فرمایا: میرا ایک پڑوسی اسکاف ہے۔ چندرات قبل اس کوایک سپاہی نے پکڑلیا ہے، اس کی رہائی کاحکم نافذ فرما دیجئے، کہنے لگا بہت اچھا اور یہ حکم دیا کہ اس رات سے آج رات تک جتنے لوگ پکڑے گئے ہیں سب کوچھوڑ دو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی سواری پرسوار ہوکر چلے اوراسکاف ان کے پیچھے چلاتو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: یافتی اضعناک (اے نوجوان! کیا ہم نے تجھے ضائع کردیا) اس نے کہانہیں بلکہ آپ نے میری حفاظت کی اور رعایت کی اللہ تعالیٰ آپ کو پڑوسی کے حقوق کی رعایت کرنے پر جزائے خیرعطا فرمائے۔ اس کے بعدوہ شخص تائب ہوگیا اور پھرکبھی ایسا گناہ نہیں کیا۔ (تاریخ بغداد)

(صالحی نے اس حکایت پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ وہ امام صاحب کی مجلس میں بیٹھنے لگا اور بڑے درجہ کا فقیہ ہوگیا) (تاریخ بغداد) (تبییض الصحیفہ ص ۱۳۶)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مکہ جاتے ہوئے میں نے راستہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کے لئے ایک عمدہ موٹا تازہ بچھڑا بھونا گیا ان سب کی یہ خواہش ہوئی کہ اس کوسرکے میں ڈبوڈبوکرکھائیں لیکن کوئی ایسا برتن نہیں تھا جس میں سرکا ڈال لیتے سب اس سلسلے میں پریشان ہی تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریت میں گڑھا کھودا اوراس میں چمڑے کا دسترخوان بچھایا (تو اس کی شکل پیالے کی بن گئی) اس پرسرکا ڈالا اور سب نے بچھڑے کا بھنا گوشت سرکے میں ڈبوکرکھایا، لوگوں نے کہا تیرے علم نے ہرچیز کی عمدگی سکھادی، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم اللہ کا شکر کرو کہ اللہ نے تمہارے لئے اپنے فضل سے میرے دل میں یہ صورت القاء کردی۔

منصور کے دربان کی مکاری سے امام صاحب کا بچاؤ

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خلیفہ ابوجعفرمنصور نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا

جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو اس کے دربان نے جو امام صاحب سے عداوت رکھتا تھا) کہا: اے خلیفہ: یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو آپ کے دادا سے مخالفت رکھتے ہیں (وہ اختلاف یہ تھا کہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں قسم کھائے اور پھر ایک یا دو دن بعد اپنی قسم میں سے کسی بات کا استثناء کرلے تو یہ درست ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ تھا کہ اگر قسم کے ساتھ ہی کلمہ استثناء بولا جائے تو استثناء درست ہوگا ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں کہا اے امیر المؤمنین! ربیع کا خیال ہے کہ آپ کو اپنے لشکریوں پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ خلیفہ نے کہا یہ کیسے؟ ابوحنیفہ نے کہا اس طرح کہ وہ آپ کے روبرو ایک بات کے کرنے کا حلف اٹھا لیتے ہیں پھر جب اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو اس سے چند باتیں مستثنیٰ کر دیتے ہیں اس طرح اپنی قسموں کو توڑتے ہیں۔

خلیفہ منصور ہنس پڑا اور بولا: اے ربیع! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعرض مت کر۔

جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باہر آئے تو ربیع نے ان سے کہا آپ نے تو آج مجھے قتل کرانے کا ہی ارادہ کرلیا تھا، ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ تم نے میرے خون بہانے کا ارادہ کیا تھا میں نے تو تمہیں اور اپنے آپ دونوں کو بچایا ہے۔

ابوالعباس طوسی کے مکر سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع

ابوالعباس طوسی کی رائے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اچھی نہیں تھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ بات معلوم تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ منصور کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہاں بہت سے لوگ موجود تھے۔ طوسی نے کہا: آج میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرادوں گا۔ وہ آپ کے پاس آیا اور بولا: اے ابوحنیفہ! امیر المؤمنین نے ہم میں سے ایک آدمی کو بلایا ہے وہ اس کی گردن مارنا چاہتا ہے مجھے نہیں پتہ کیوں؟ کیا وہ اس کو قتل کرسکتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا: اے ابوالعباس! امیر المؤمنین حق کا حکم دے گا یا باطل؟ کہنے لگا حق کا۔

آپ نے فرمایا: حق نافذ کرو جہاں بھی ہو اور اس کے بارے میں سوال نہ کرو۔
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جوان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سے کہا اس نے مجھے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہا تھا، میں نے اس کو باندھ دیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا

یزید بن الکمیت فرماتے ہیں: علی بن حسن نے ایک رات عشاء کی دوسری رکعت میں سورۂ "اذا زلزلت" پڑھی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے بالکل پیچھے کھڑے تھے' جب نماز مکمل ہوگئی اور لوگ چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سوچ میں گم بیٹھے گہری سانس بھر رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ میں چلتا ہوں ان کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ میں مسجد سے باہر نکلا اور میں نے چراغ جلتا چھوڑ دیا اس میں تھوڑا سا تیل باقی تھا۔

جب میں واپس مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اسی جگہ بیٹھے یہ کہہ رہے تھے:
اے وہ ذات! جو چھوٹی سی بھلائی کا بدلہ دے گا اور چھوٹی سی برائی پر پکڑے گا، اپنے بندے نعمان کو آگ سے نجات عطا فرما اور ان باتوں سے بچا جو اس کو برائی سے قریب کر دیں اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل فرما۔

پس میں نے اذان دی تو اسی وقت چراغ بھڑکا اور آپ اس کے پاس کھڑے تھے، جب میں داخل ہوا تو آپ نے کہا: تم چراغ لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں نے تو صبح کی اذان دی ہے۔ آپ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا ہے اس کو کسی پر ظاہر نہ کرنا آپ نے دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ نمازِ فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی اور آپ نے اسی عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت و وفات

آپ کا سنِ ولادت ۸۰ھ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ ہے۔ پہلا قول زیادہ

صحیح ہے۔

آپ کا انتقال رجب یا ایک قول پر شعبان ۱۵۰ھ میں ہوا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ کی گیارہ تاریخ تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا سن وفات ۱۵۱ھ ہے، ایک قول ۱۵۳ھ کا بھی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جس دن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اس روز آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا اور خیزران کے قبرستان میں تدفین ہوئی' وہاں آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔

(تاریخ ابن خلکان)

حافظ جمال الدین مزی نے کتاب ''التھذیب'' میں اتنی بات اور ذکر کی ہے کہ امام صاحب کی نماز جنازہ چھ مرتبہ پڑھی گئی اور کثرت ہجوم کی وجہ سے آپ کو عصر تک دفن نہ کیا جا سکا۔

فائدہ:

خطیب اور ابو محمد الحارثی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام صاحب کو کوفہ سے بغداد بلایا اور ان سے عہدۂ قضا پر فائز ہونے کے لئے کہا۔ اور تمام بلاد اسلام کے قاضیوں کو ان کے ماتحت کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے بعض وجوہ سے اس سے انکار کیا۔ تو اس نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ آپ کو ہر روز قید خانہ سے باہر نکال کر دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں ایک منادی آپ کو لے کر چکر لگائے۔ پس آپ کو نکالا جاتا اور شدت آمیز ضرب لگائی جاتی حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہوتا۔ ایک منادی آپ کو لے کر بازاروں میں پھرتا اور آپ کے نقش قدم پر خون بہتا جاتا اور پھر واپس لا کر آپ کو قید کر دیا جاتا۔ قید خانہ میں آپ پر کھانے پینے میں تنگی کی جاتی اور ایسا آپ کے ساتھ دس دن تک کیا جاتا رہا اور ہر روز دس کوڑے بھی مارے جاتے۔ جب پے در پے آپ کو کوڑے مارے گئے تو آپ بہت روئے اور دعا کی۔ اس کے بعد آپ پانچ یوم زندہ رہے اور پھر انتقال کر گئے۔ اللہ

تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو۔ ابو محمد حارثی نعیم بن یحییٰ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موت زہر دینے کے سبب سے واقع ہوئی۔ ابی حسن زیادی فرماتے ہیں کہ جب امام صاحب نے محسوس کیا کہ موت آ ہی گئی ہے تو آپ سجدے میں گر گئے اور حالت سجدہ میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (عقود الجمان، ص:۲۵۷)

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: کہ صحیح بات یہی ہے کہ آپ کا انتقال قید خانہ میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کا جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ پچاس ہزار افراد کا ہے۔ بعض نے اس سے بھی زیادہ کہا ہے۔ (خیرات الحسان لابن حجر مکی)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مجلسی وقار

ابن مبارک فرماتے ہیں: ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پُر وقار کسی کی مجلس نہیں تھی۔ ہم ایک روز جامع مسجد میں ان کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک سانپ ابوحنیفہ کہ گود میں آ پڑا امام صاحب کے علاوہ سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ امام صاحب نے اپنی گود میں سے سانپ کو جھاڑا اور اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

خوفِ الٰہی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رونا

عبدالرزاق فرماتے تھے: میں نے جب بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کی آنکھوں اور رخسار پر رونے کی علامات پائیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں صرف ایک بوری

سہل بن مزاحم فرماتے ہیں ہم جب بھی ابوحنیفہ کے گھر جاتے تو ان کے گھر میں سوائے ایک بوریہ کے کچھ نہ پاتے۔ (اگرچہ امام صاحب بہت امیر آدمی تھے لیکن اپنے استعمال میں زیادہ اسباب نہیں رکھتے تھے)

ابو حنیفہ کی مثل ان کے بعد نہیں ہوا

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے بزرگوں کا نمونہ تھے لیکن خدا کی قسم! روئے زمین پر ان کے جانے کے بعد ان جیسا کوئی بھی نہیں ہوا۔

اپنے مخالفین کے بارے میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

یزید بن الکمیت فرماتے ہیں: میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص سے مناظرہ کرتے دیکھا، آپ نے فرمایا: اللہ تیری مغفرت و بخشش فرمائے تو نے میرے بارے میں جو کہا ہے اللہ جانتا ہے کہ وہ بات مجھ میں نہیں اور وہ جانتا ہے کہ میں نے کسی شخص کی حق تلفی نہیں کی، جب سے میں اس کو جانتا ہوں اور میں نے اس سے سوائے درگزر اور کسی بات کی امید نہیں رکھی۔ اور میں اس کے بارے میں ہمیشہ اللہ کی پکڑ سے ڈرتا رہا۔ پھر عقاب کے ذکر پر آپ رونے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب آپ کو افاقہ ہوا، تو وہ شخص بولا: مجھے معاف فرما دیجئے! تو امام صاحب نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے جہالت کے سبب وہ بات کہی جو مجھ میں نہیں تو وہ اس کے لیے روا ہے (یعنی میں نے معاف کیا) اور جو کوئی اہل علم میں سے میرے بارے میں ایسی بات کہے جو مجھ میں نہیں تو وہ یقیناً سختی میں ہوگا۔ اس لئے کہ علماء کی غیبت کرنا ان کے بعد اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ساری رات علمی مذاکرہ

دراوردی فرماتے ہیں: میں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عشاء کی نماز کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علمی مذاکرہ کرتے دیکھا۔ حتیٰ کہ جب ان میں سے کوئی ایسی کسی بات کی غلطی پر متنبہ ہوتا جو اس نے کہی ہو اور اس پر عمل کیا ہو تو وہ اپنے ساتھیوں کو اس سے بلا کسی تاسف کے منع کر دیتے اور ہر ایک ان دونوں اکابرین میں سے کسی کو غلط نہ قرار دیتا یہاں تک کہ یہ مجلس طول کھینچتی کہ وہ دونوں اسی جگہ فجر کی نماز پڑھتے۔

امام صاحبؒ کے بارے میں کوئی غلط بات کہنے پر ابن مبارکؒ کا ڈانٹنا

منصور بن ہاشم فرماتے ہیں: ہم قادسیہ میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا اس نے امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں کوئی غلط بات کی، تو عبداللہ بن مبارک نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا تو ایسے شخص کے بارے میں بات کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے عشاء اور فجر پڑھیں اور جو ایک رات میں صرف دو رکعت میں پورا قرآن پڑھتا اور مجھے جو تفقہ حاصل ہوا ہے وہ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی سے سیکھا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی امام صاحبؒ کے بارے میں ایک تعریفی نظم

لقد زان البلاد ومن علیها ❁ امام المسلمین ابو حنیفه
بآثار وفقه فی حدیث ❁ کآثار الزبور علی الصحیفه
فما فی المشرقین له نظیر ❁ ولا بالمغربین ولا کوفه
رآیت العائبین له سفیها ❁ خلاف الحق مع حجج ضعیفه

"امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم، فقہ حدیث سے شہروں کو ایسے مزین کر دیا جیسے کہ زبور کاغذوں پر لکھی ہوئی ہو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر نہ کوفہ میں ہے نہ مشرق و مغرب میں۔ میں نے کمزور دلیلوں سے بے وقوفوں کو ان پر اعتراض کرتے دیکھا۔"

غسان بن محمد کی مدح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں ایک نظم

وضع القیاس ابو حنیفة کله ❁ فأتی باوضح حجة وقیاس
والناس یتبعون فیها قوله ❁ لما استبان ضیاءه للناس

افدی الامام ابا حنیفة ذا التقی ❁ من عالم بالشرع و المقیاس
سبق الائمة فالجمیع عیاله ❁ فیما تحراه بحسن قیاس

''سارے قیاس کا واضع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے واضح حجت اور قیاس سے روشناس کیا۔ قیاس میں تمام لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تابع فرمان ہوئے۔ جب امام صاحبؒ کا نور فہم لوگوں سے ظاہر ہو گیا۔ میں قربان ہوں صاحب فتویٰ، عالمِ شریعت و دلائلِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر۔ تمام ائمہ سے سبقت لے گئے حسن قیاس اور حسن سوچ میں سب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چیں ہیں۔''

بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنے کی تدبیر

مناقبِ ائمہ اربعہؒ کے آخر میں یہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ ایک شخص نے کسی جگہ مال دفن کیا پھر اس کی جگہ بھول گیا۔ امام صاحبؒ کے پاس آیا اور اس بات کی شکایت کی، تو امام صاحب نے فرمایا: یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے میں اس کی تدبیر بتاؤں لیکن جاؤ یہ کام کرو کہ رات سے صبح تک نماز میں مشغول رہو تمہیں مقامِ دفینہ یاد آ جائے گا۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو چوتھائی رات گزرنے سے پہلے ہی اس کی جگہ یاد آ گئی۔ وہ امام صاحب کے پاس آیا اور اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم تھا کہ شیطان تمہیں پوری رات نماز نہیں پڑھنے دے گا بلکہ یاد دلا دے گا۔ تجھے اللہ عقل دے پھر تو نے باقی رات اللہ کا شکر ادا کرنے میں نماز پڑھتے کیوں نہ گزاری۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں چند اشعار

الفقه منا ان اردت تفقها ❁ والجود والمعروف للمنقاب
اذا ذکرت ابا حنیفة فیهم ❁ خضعت له فی الرآی کل رقاب

''اگر علم فقہ چاہتے ہو تو، وہ ہمارے ہاں سے ملے گا، جود و سخی اور

بھلائی ضرورت مند کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اگر تم ان میں امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرو تو رائے میں سب کی گردنیں ان کے
سامنے جھک جائیں گی۔"

ابومؤید موفق ابن احمد فرماتے ہیں:

غدا مذهب النعمان خير المذاهب ۞ كذا القمر الوضاح خير الكواكب
تفقه فى خير القرون مع التقى ۞ فمذهبه لا شك خير المذاهب

"آج امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب سب مذاہب سے بہتر
ہے جیسے روشن ہونے میں چاند سب ستاروں سے بہتر ہے۔
انہوں نے خیر القرون کے زمانہ میں تفقہ کو تقویٰ کے ساتھ حاصل
کیا، تو بے شک انہی کا مذہب سب سے بہتر ہے۔"

علمِ شریعت، فرائض اور کتاب الشروط کے پہلے مدون

جنہوں نے مسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے، کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علمِ شریعت کو مدون کیا اور اس کے ابواب مرتب کیے۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا کی ترتیب میں ان کی پیروی کی۔

تبویب وترتیبِ کتب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اس لئے کہ صحابہ وتابعین نے احکام شریعت کو مرتب ومبوب طور پر بیان نہیں کیا اور نہ ہی کوئی کتاب لکھی، اس لئے کہ وہ لوگ زیادہ تر اپنے حفظ پر اعتماد کرتے اور زبانی بیان کرتے۔ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم کو منتشر پایا اور انہیں اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو انہوں نے اس کو کتابی شکل میں ابواب کی صورت میں مدون کیا، سب سے پہلے طہارت کے مسائل ذکر کیے پھر نماز کے پھر تمام عبادات کے پھر معاملات کے اور اپنی کتاب کو احکامِ میراث پر ختم کیا۔ اس لئے کہ یہی انسان کا سب سے آخری حال ہے۔ امام صاحبؒ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو

وضع کیا۔ اس لئے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "الناس عیال ابی حنیفة فی الفقه" (فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں)۔

ابوسلیمان جوز جانی فرماتے ہیں: مجھ سے قاضی بصرہ احمد بن عبداللہ نے کہا: ہم شروط میں اہل کوفہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: علماء کا یہی مرتبہ ہے کہ وہ اچھی چیزوں کو لیتے ہیں اس لئے کہ یہ شروط تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے وضع کی ہیں تم تو اس میں صرف الفاظ کی کمی زیادتی اور عمدگی ہی پیدا کرتے ہو۔

اگر اہلِ بصرہ و اہلِ کوفہ کی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کی مقرر کردہ کچھ شروط ہیں تو لاؤ۔ انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر بولے میرے نزدیک حق کو تسلیم کر لینا باطل طریقہ پر حیل و حجت کرنے سے بہتر ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعض مرویات

طبرانی نے معجم میں ذکر کیا ہے، عبدالوارث بن سعید فرماتے ہیں: میں کوفہ آیا تو، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص نے کوئی چیز بیچی اور اس میں کوئی شرط لگائی تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپؒ نے فرمایا: بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی۔ پھر میں ابن ابی لیلۃ کے پاس آیا تو ان سے بھی یہی سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: بیع جائز اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا پس ان سے بھی یہی پوچھا: تو انہوں نے کہا: بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی جائز ہے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! کوفہ کے تین فقہاء ہیں تینوں نے مجھے ایک ہی مسئلہ کا مختلف جواب دیا ہے۔ پس میں ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں یہ بات بتائی۔

انہوں نے کہا: مجھے نہیں پتہ ان دونوں نے یہ بات کیوں کہی؟ میں تو یہ جانتا ہوں مجھ سے عمر بن شعیب نے روایت بیان کی ہے جو اپنے باپ دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ((ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن بیع و شرط۔ البیع باطل والشرط

باطل)) ''بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کرنے اور اس میں شرط لگانے سے منع کیا ہے۔ اگر ایسا کیا تو بیع بھی باطل اور شرط بھی باطل۔''

میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: مجھے نہیں پتہ ان دونوں نے کیا کہا ہے؟ مجھ سے تو ہشام بن عروہؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں: ((امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشتری بریرۃ فاعتقیھا البیع جائز والشرط باطل)) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: کہ میں بریرہ کو خریدوں پھر اس کو آزاد کر دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔'' پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم وہ دونوں کیا کہتے ہیں؟ مجھ سے تو مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ بواسطہ محارث بن دثار رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے ((قال بعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناقۃ وشرطت جملا الی المدینۃ البیع جائز والشرط جائز))۔ ''فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک اونٹنی بیچی اور یہ شرط کی کہ میں مدینہ تک اس پر سفر کروں گا۔ معلوم ہوا کہ بیع بھی صحیح شرط بھی صحیح۔''

طبرانی نے اوسط میں اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہلال سے، وہ وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے، جو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں ((قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشھد والتکبیر کما یعلمنا السورۃ من القرآن)) ''فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تشہد و تکبیرات اسی طرح سکھائیں جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔''

طبرانی کہتے ہیں وہب سے یہ روایت سوائے ہلال سے کسی نے نقل نہیں کی یہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد ہے۔

فائدہ: حدیث تشہد متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور حدیث جابر نسائی نے اپنی

سنن میں ذکر کی ہے۔ (تعلیق تبییض الصحیفہ: ص ۱۴۰)

طبرانی اپنی سند سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے، جنہوں نے علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

((قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول: اذا اراد احد کم امراً فلیقل اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الْاَمْرُ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْہُ لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُ ذٰلِکَ خَیْرًا لِّیْ فَاھْدِ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ وَاَصْرِفْ عَنِّیْ الشَّرَّ حَیْثُ کَانَ وَارْضِنِیْ بِقَضَائِکَ))

''آپؓ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کی دعا ایسے ہی سکھاتے جیسے آپ ہمیں سورتِ قرآن سکھاتے۔ آپؐ فرماتے: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو یوں دعا کرے۔ اے اللہ! میں آپ سے خیر کا طلب گار ہوں آپ کے علم کے ذریعہ اس پر قادر ہونا چاہتا ہوں آپ کی قدرت کے ذریعہ آپ سے آپ کے فضلِ عظیم کا طلب گار ہوں اس لئے کہ آپ قادر ہیں اور میں عاجز، آپ جانتے ہیں اور میں لاعلم اور آپ تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر یہ کام میرے دین، دنیا اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دیجئے اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور میرے لئے بہتر ہے تو جہاں میرے لئے خیر ہے اس کی طرف میری

رہنمائی فرمادیجئے اور شر کو مجھ سے دور کردیجئے اور مجھے اپنے فیصلہ
سے راضی فرمادیجئے۔''

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''المتفق والمفترق ''میں لکھا ہے کہ ابن سعد حنفی فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اور آپ مجھے بہت محبوب تھے۔ میں نے کہا:

((ایھما احب الیک بعد حجۃ الاسلام؟ الخروج الی الغزاء او الحج؟ قال غزوۃ بعد حجۃ الاسلام افضل من خمسین حجۃ))

''جس نے حج فرض کرلیا ہو اس کے لئے آپ کے نزدیک حج کرنا اور غزوہ میں شریک ہونا دونوں میں سے کون سا بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: حج اسلام کرنے کے بعد غزوہ میں شریک ہونا پچاس (نفلی) حج کرنے سے زیادہ بہتر ہے''۔

فائدہ: درمختار میں ہے مال دار کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے۔ حج فرض والدین کا کہنا ماننے سے بہتر بخلاف نفل کے (کہ اگر والد آواز میں دیں تو نفل توڑ کر ان کی بات کا جواب دے بشرطیکہ اس کے علاوہ ان کی بات سننے والا کوئی نہ ہو لیکن حج فرض کو ان کے کہنے کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا) صدقہ اور حج میں سے کون سی عبادت افضل ہے؟ بزاز یہ کہتے ہیں نفلی حج۔ بعض نے کہا صدقہ۔ امام صاحب نے جب حج کی مشقت کو دیکھا تو فرمایا کہ نفلی صدقہ سے حج افضل ہے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں قول فیصل یہ ہے کہ جس میں حاجت و منفعت زیادہ ہو وہی افضل ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے تعلیق تبییض الصحیفہ ص ۱۴۱)

الحمدللہ آج بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۵ فروری ۲۰۰۵ء علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان ''کے ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ کتاب کے ترجمہ کے

ساتھ اس پر موجود حضرت مولانا عاشق الٰہی البرنی کی تعلیقات میں سے صرف ان مقامات کا ترجمہ بھی کر دیا ہے جن کا تعلق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ باقی دوسرے حضرات کے حالات کے متعلق جو تعلیقات تھیں ان کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اکابرین کے فیوض سے احقر کو مستفیض فرمائے اور میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

فقط

خلیل احمد تھانوی

ناظم ادارہ اشرف التحقیق

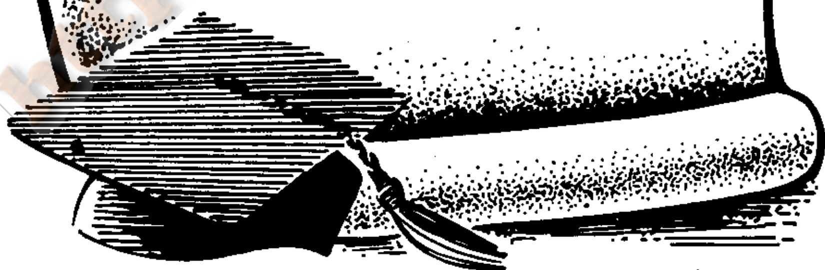
دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ہر صفت میں اعظم تھے

فقیہ العصر

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ



فقیہ العصر حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

۱۰/شوال ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء کو تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔ آپ نسباً فاروقی، مسلکاً حنفی اور مشرباً تھانوی تھے۔ جبکہ آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا تعلق راجو پور ضلع سہارنپور کے ہاشمی خاندان سے تھا۔ آپ کے والد گرامی مولانا سعید احمد تھانوی ملازمت کے سلسلہ میں علی گڑھ رہتے تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم اپنی ننہال راجو پور میں حاصل کی۔ بچپن ہی میں آپ اپنے والد اور والدہ کے ہمراہ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کو ایک انگریزی سکول میں داخل کر دیا گیا۔ جارج پنجم کی تخت نشینی کے موقع پر آپ کو سکول کی طرف سے ایک تمغہ بھی دیا گیا۔ آپ کے والد صاحب چونکہ علی گڑھ کالج میں ملازم تھے اس لیے آپ کو انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے تھے لیکن مفتی صاحب کا رجحان بچپن ہی سے دینی تعلیم کی طرف تھا۔ اس لیے آپ کے والد صاحب نے ۱۳۳۲ھ میں آپ کو حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں داخل کرا دیا۔ یہاں آپ نے فارسی کتب تیسر المبتدی سے یوسف زلیخا تک اور عربی کتب میزان الصرف سے ہدایۃ النحو تک پڑھیں، آپ کی ابتدائی کتب کے استاد مولانا عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس کے بعد مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کے مدرسہ جلال آباد ضلع مظفر نگر میں داخل ہوئے

جہاں شرح جامی کی جماعت میں آپ کو داخل کیا گیا۔

ابھی مفتی صاحب کی عمر تیرہ سال تھی کہ آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا، حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری سے مفتی صاحب کی عزیز داری تھی وہ آپ کی والدہ صاحبہ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لائے اور مفتی صاحب کو تعلیم کے لیے سہارنپور کے مدرسہ مظاہر علوم میں داخل کرانے کو فرما گئے۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ میں آپ مظاہر علوم میں داخل ہوئے، کافیہ، کبیری، نورالایضاح کے اسباق آپ کے لیے تجویز ہوئے، آپ نے خوب دل لگا کر تعلیم حاصل کی ہر سال آپ کلاس میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۳۴۲ھ میں آپ نے مولانا ثابت علی، مولانا عبدالطیف اور مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری جیسے اجلہ اکابر سے دورحدیث شریف مکمل کر کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی، جس پر آپ کو مدرسہ کی طرف سے بہت سی کتب کے علاوہ ایک جیبی گھڑی بھی انعام میں دی گئی۔ حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری نے تمام کتب حدیث کی خصوصی اجازت بھی آپ کو مرحمت فرمائی۔ ۱۹ شعبان بمطابق ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ء کو آپ کی دستار بندی ہوئی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مفتی صاحب کو سلوک و طریقت کی تعلیم کا خیال آیا، اس کے لیے بھی آپ نے اپنی مربی و شیخ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کا انتخاب کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ''۱۳۴۴ھ میں بعد تعطیل شعبان احقر بیعت ہوا مگر جرأت نہ ہوئی کہ اوراد و معمولات پوچھوں، اور نہ تعطیل میں اس کے بغیر جانے کو جی چاہا، دو دن بعد ایک اور صاحب بیعت ہوئے، انہوں نے اوراد و وظیفہ پوچھا تو حضرت (مولانا خلیل احمد قدس سرہ) نے فرمایا فلاں وقت آ جانا اور جمیل کو بھی لے آنا، وہ اسی انتظار میں رکا ہوا۔'' (تذکرہ الخلیل: ۳۷۷)

۴۶-۱۳۴۵ھ کے قریب زمانہ میں مفتی صاحب کی شادی حضرت تھانویؒ کی

ربیبہ رشیدہ خاتون سے ہوئی۔ اس طرح حضرت تھانوی سے مفتی صاحب کا دامادی کا تعلق ہو گیا۔ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۳۴۶ھ میں ہوا۔ اس کے بعد مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اصلاح کے لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا، حضرت تھانوی اپنے اعزہ کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ لیکن مفتی صاحب چونکہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی اولاد میں سے تھے اور اب حضرت کے بھی داماد تھے۔ نیز مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کے مرید باصفا بھی تھے، اس لیے حضرت تھانوی نے تجدید بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی البتہ آپ کو اوراد و وظائف بتلا دیئے اور آپ کی اصلاح باطن کا خصوصی اہتمام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مفتی صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب اسعدی سے بیعت کی جو مفتی صاحب کے استاد بھی تھے، مولانا نے آپ کو ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ء کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

۱۳۴۲ھ میں بعد از فراغت مفتی صاحب نے اپنے استاد مربی اور شیخ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کے حکم سے کھمم ورنگ، حیدرآباد، دکن میں تدریس کا آغاز کیا۔ وہاں کا ماحول آپ کو پسند نہ آیا تو گیارہ ماہ کے بعد وہاں سے ترک ملازمت کر کے مظاہر علوم سہارنپور میں ملازمت اختیار کر لی اور اپنے اساتذہ کی زیر نگرانی درس و تدریس کا آغاز کیا۔ اپنی خداداد صلاحیتوں، محنت اور اساتذہ کی توجہ سے آپ نے مدرسہ میں بہت جلد ایک بلند مقام حاصل کر لیا اور آپ مدرسہ میں شیخ الادب کے لقب سے پکارے جانے لگے۔ ۱۳۷۰ھ تک آپ کا درس و تدریس کا تعلق مظاہر علوم سے قائم رہا، اس دوران آپ نے میزان سے لے کر جلالین اور تفسیر ابن کثیر تک کثیر کتب متعدد مرتبہ پڑھائیں۔

۱۳۶۰ھ سے ۱۳۶۳ھ تک آپ طویل رخصت لے کر تھانہ بھون شریف لے آئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی وجہ سے آپ ان کی خدمت میں رہنے لگے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران آپ کو مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون کے مفتی کی حیثیت سے مقرر کیا، جہاں آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی بہت سے فتاویٰ تحریر فرمائے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام ''جمیل الفتاوی'' تجویز کیا، اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ احقر نے اسی مجموعہ پر کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے لیے ایک مقالہ منظور کرایا ہے جو مکمل ہو چکا ہے، ان شاء اللہ عنقریب ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

قیام پاکستان کے بعد مفتی صاحب پاکستان تشریف لے آئے اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں ۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۲ء میں آپ کا تقرر بحیثیت رئیس المفتی واستاذ الحدیث ہوا آپ کے زیر درس حسب ذیل کتب رہیں، دیوان متنبّی، حماسہ، بخاری شریف، ابوداود شریف، ابن ماجہ، نسائی، ہدایہ اخیرین، تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی وغیرہ۔ جامعہ اشرفیہ کے دارالافتاء میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مدد معاون نہیں تھا۔ روزانہ بیس سے پچیس خطوط آتے حضرت ان کا جواب روز کے روز قلم بند فرماتے اور روانہ کر دیتے اس طرح بیالیس سال میں آپ نے لاکھوں فتاوی قلم بند فرمائے جو عقلی ونقلی دلائل سے مزین ہوتے تھے۔ جبکہ زبانی پوچھے گئے مسائل کی تعداد تو احاطۂ شمار سے باہر ہے۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف میں بھی عظیم خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی سو سے زائد تصانیف ہیں جن میں احکام القرآن جیسی عظیم تفسیر ہے جو سورۂ یونس سے سورۂ فرقان تک کی تفسیر پر مشتمل ہے جس کی تقریباً سات جلدیں ہوں گی، پانچ پانچ سو صفات پر مشتمل تین جلدیں ادارہ اشرف التحقیق سے طبع ہو چکی ہیں، باقی زیر طبع ہیں، مختلف رسائل میں وقتی ضرورت کے تحت آپ نے بہت سے مقالات تحریر فرمائے جن کی تعداد ۷۰ سے متجاوز ہے۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شعر وشاعری سے بھی خاص شغف تھا، آپ اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ القصائد العربیہ کے نام سے آپ کے عربی

اشعار کا مجموعہ موجود ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔ اردو میں آپ کی بہت سی طویل نظمیں کتابی شکل میں طبع ہو چکی ہیں مثلاً منظوم رسالہ، ضرورت مذہب، مثنوی علاج المصائب، عظمت حدیث، خرابی سینما وغیرہ۔ احقر آپ کے مجموعہ کلام کو کتابی شکل پر شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اب تک آپ کے ڈھائی ہزار اشعار احقر نے جمع کر لیے ہیں۔ بروز اتوار ۲۱ رجب ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۹۴ء صبح سات بجے خانقاہ اشرفیہ کا یہ ماہتاب و آفتاب ۹۱ سال اپنے علم و عرفان سے اس دنیا کو منور کرنے کے بعد غروب ہو گیا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مبسملا و محمد لا و مصلیا و مسلما

''الخیر'' کے امام اعظم نمبر میں نسب و حالات وغیرہ درج ہو چکے ہوں گے میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر ہر صفتِ کمال میں اپنے ہم عصروں سے اعظم تھے۔ ان کا لقب کسی ایک صفت یعنی فقہی اجتہاد میں ہی اعظم ہونے سے نہیں بلکہ ہر ہر صفت کمال میں اعظم ہونے سے ہے تفصیل سنیے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصیت

(۱) بزرگی میں سب سے اعظم ہونا امام صاحب کا تابعی ہونا ہے جو اور ہمعصروں یا بعد کے اماموں کو حاصل نہیں۔ شامی (۵۹/۱) پر ہے، علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ امام صاحب نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے، جو کوفہ میں ان کی پیدائش ۸۰ھ کے بعد تھے اور یہ سعادت تمام شہروں کے ہم عصر اماموں میں کسی کو حاصل نہیں۔

جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ شام والے۔ دونوں حماد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ والے ثوری کوفہ والے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف والے، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ مصر والے۔

بہترین زمانہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت ہے:

((خیرالناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم فلا ادر ذکر قرنین اوثلاثةثم ان بعد هم قوماً یشهدون ولا یستشهدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یوفون ویظهر فیهم السمن۔ للستة الا مالکا۔ [جمع الفوائد،۲/۲۰۱۔ وفی روایةثم یفش الکذب]

''سب لوگوں سے بہتر میرا قرن (صدی) ہے پھر ان کا جو اس کے متصل ہیں پھر ان کا جو ان کے متصل ہیں (راوی کہتے ہیں) یاد نہیں دو قرن فرمائے یا تین۔ پھر ان کے بعد ایسی قوم ہو گی جو گواہی دیں گے اور گواہ نہ بنائے جائیں گے خیانت کریں گے امانت نہ رکھے جائیں۔ نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو گا۔ (صحاح ستہ) ایک روایت میں ہے پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے تین زمانے ہی خیر ہیں پھر جھوٹ اور گناہ پھیل جائیں گے۔ اس لئے جو امام مجتہد ان تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کا ہے وہ سب سے خیر ہے۔

دنیا میں موجود مذاہب

جن مجتہدین کے پورے پورے مذہب ملتے ہیں وہ صرف چار ہی ہیں:

① امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ② امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

③ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ④ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور کسی مجتہد کا پورا پورا مذہب نہ منقول ہے نہ دنیا بھر میں کہیں موجود۔ اس لئے ان کے مذہبوں کی تو پیروی ہی ناممکن ہے۔

مگر خود ان (مذکورین) میں سے بھی زیادہ خیر والا مذہب تابعی امام کا ہی ہو سکتا ہے۔

اگر مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کا پورا پورا مذہب مدون ہوتا تو وہ اعلیٰ ہوتا پھر تابعین میں بھی کسی اور کا پورا مدون ہوتا تو تقابل ہو سکتا تھا۔ تابعین میں سے صرف انہی (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے وہی سب سے خیر ہے۔

چوتھی صدیؒ کے بعد اجتہاد مطلق ختم

دوسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی کہ تینوں خیر زمانوں کے بعد فواحش، جھوٹ اور گناہ پھیل جائیں گے اس لئے وہ خیر نہیں رہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ ان کے اثرات کچھ چوتھی صدی تک تو چلیں گے، چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا سلسلہ بند ہو جائے گا کہ غلبۂ خواہشات میں اجتہاد یعنی قرآن وحدیث کے مفہومات میں مرادِ الٰہی کی تعیین اضمحلال دین وقویٰ کی وجہ سے مسدود ہو جائے گی۔ اجتہادِ مطلق ختم، صرف انہی کے اصول کے تحت مراد الٰہی معلوم کی جا سکے گی۔

تابعین کی مقبولیت مسلم ہے

اور ہر ہر تابعی کو قبول کا درجہ عطا شدہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

(وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ)　[التوبہ: ۱۰۰]

''جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباع کیا خلوص دل سے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔''

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

((لاتمس النار مسلما رانی او رای من رانی))

''اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا، یا اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔''　[مجمع الفوائد: ۲ / ۲۰۱]

تابعی کی تعریف

تابعی کی تعریف تدریب الراوی میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے:

((وقیل ھو من لقیه (الصحابی) وان لم یصحبه کما قیل فی الصحابی وعلیه الحاکم۔قال ابن الصلاح وھو اقرب، قال المصنف وھو الاظھر قال العراقی علیه عمل الاکثرین من اھل الحدیث))

''بتایا گیا ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اگرچہ ساتھ نہ رہا ہو۔جیسے کہ صحابی کے بارے میں بھی یہی ہے۔جیسا کہ حاکم (صاحب مستدرک) کا یہی مذہب ہے۔ابن صلاح کہتے ہیں: یہی زیادہ قریب حق کے ہے۔امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہی زیادہ ظاہر ہے۔عراقی کہتے ہیں اکثر علمائے حدیث کا اسی پر عمل ہے۔''

اور حافظ ابن حجر شرح نخبہ میں کہتے ہیں یہی مختار ہے۔ برخلاف ان لوگوں کے جو زیادہ ساتھ رہنے یا حدیث سننے یا عقل تمیز کی شرط لگاتے ہیں۔

اوپر جو نمبر۲ کی حدیث ہے اس میں صاف ''رانی'' (دیکھا) کا لفظ ہے۔اس لئے جیسے صرف ملاقات سے صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے صرف ملاقات سے ہی تابعی ہونا ثابت ہوگا۔اگر دیر تک ساتھ رہنا یا حدیث کا سننا بھی ہو جائے تو اعلیٰ درجہ ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس صحابہؓ کے نام ذکر کیے ہیں جن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی ہے۔ [۱/۵۹]

①	ابن نفیل	②	واثلہ
③	عبداللہ بن عامر	④	ابن ابی اوفی
⑤	ابن جزء	⑥	عتبہ
⑦	مقداد	⑧	ابن یسر

⑨ ابن ثعلبہ	⑩ سہل بن سعد
⑪ انس	⑫ عبدالرحمٰن بن یزید
⑬ محمود بن لبید	⑭ محمود بن الربیع
⑮ ابوامامہ	⑯ ابوالطفیل
⑰ عمرو بن حریث	⑱ عمرو بن سلمہ
⑲ ابن عباس	⑳ سہیل بن حنیف

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی

اور جن صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں وہ درمختار میں علامہ شمس الدین کی الفیہ مسمی بہ ''جواھر العقائد و درالقلائد'' کے ان شعروں میں ہے ؎

وقد روی عن انس وجاب
وابن ابی اوفی وکذا عن عام
اعنی ابا الطفیل ذا ابن واثلہ
وابن انیس الفتی وواثلہ
عن ابن جزء قد روی الامام
وبنت عجرد ھی التما

امام صاحب نے حدیث روایت کی ہے:

① حضرت انس رضی اللہ عنہ	② حضرت جابر رضی اللہ عنہ
③ ابنؓ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے	④ عامر رضی اللہ عنہ (ابوالطفیل بن واثلہ)
⑤ ابن انیس رضی اللہ عنہ	⑥ واثلہ سے
⑦ ابن جزء رضی اللہ عنہ	⑧ بنت عجرد سے

امام صاحبؒ نے روایت کی یہ پورے آٹھ ہیں۔

ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اور زیادہ بتائے ہیں:

۹ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ　　۱۰ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ۔

غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں نے بعض ان روایات کو جن میں ان (امام صاحب) کا ذکر آتا ہے ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔ دراصل ان کو اردو محاورے سے خود دھوکہ ہوا ہے یا قصداً دھوکہ دیتے ہیں کہ اردو میں صحیح کے مقابلے میں غیر صحیح یعنی غلط، بے اصل گھڑی ہوئی بات ہوتی ہے۔

اس محاورے سے کسی چیز کو صحیح نہ قرار دیں تو اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ غلط اور بے اصل بات ہے۔ حالانکہ یہ اصول حدیث کی اصطلاح نہیں ہے۔ (چنانچہ محدثین کے یہاں کسی حدیث کو یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ غلط اور بے اصل ہے۔ (۱۲خ)

حدیث صحیح کی تعریف

محدثین کی اصطلاح میں صحیح حدیث وہ ہے جو تمام شرائط کی جامع ہو اور جس میں ایک شرط کی بھی کمی ہو تو غیر صحیح ہے مگر بے اصل نہیں ہے، غلط نہیں، گھڑی ہوئی نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ اس سے حلت وحرمت ثابت نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا:

﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ [الحجرات: ٦]

''جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلو۔''

فاسق کی روایت کو مردود نہیں کہا، بے اصل نہیں قرار دیا، غلط نہیں فرمایا ''اس کی تحقیق کرلو'' فرمایا۔

یعنی اگر اور جگہ اس کی تصدیق وتائید ہوتی ہو تو وہ قابل قبول ہے یہ تو احکام حلال وحرام کے معاملہ میں ہے اور کسی کے حالات وفضائل تو تاریخی چیز نہیں اس میں ضعیف

بھی معتبر ہوگی۔

اور پھر بیس روایتیں جو ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہیں ان کے لئے ضعیف کہنا خود ضعیف ہوگیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کے صحیح ہونے کی وجہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے پر "عقد اللالی والمرجان" سے نقل کیا ہے کہ محدثین کا قاعدہ ہے:

((راوی الاتصال مقدم علی راوی الارسال او الانقطاع لان معہ زیادۃ علم))

"متصل سند ہونے کا راوی مرسل و منقطع ہونے کے راوی سے مقدم ہے، کیونکہ اس میں علم کی زیادتی ہے۔"

لہٰذا جو جو روایتیں بھی ایسی ہوں گی جن کی سند متصل نہ ہوگی ان سے متصل سند والی روایات مقدم ہیں۔ لہٰذا ان (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت اور ملاقات کی روایتیں عدم ملاقات کی روایات سے مقدم و معتبر ہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفوں کی بات نقل کر کے لکھا ہے:

((وما روایۃ لانس وعمرو وادراکہ لجماعۃ من الصحابۃ بالیقین صحیحان لا شك فیهما))

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث اور عمرو سے اور صحابہ کی جماعت سے دونوں ایسے ہیں کہ ان میں کسی کو شک نہیں۔"

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم باطن میں ہم عصروں سے اعظم تھے

درمختار شامی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں باوجود اپنے مذہب (شافعی) میں سخت ہونے کے اور طریقت میں پیش پیش ہونے کے فرماتے

ہیں: میں نے استاذ ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے طریقت کو حاصل کیا ہے حضرت ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو القاسم فرماتے تھے کہ میں نے اس کو حاصل کیا ہے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اخذ کیا تھا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے علم شریعت اور طریقت دونوں اخذ کیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور طریقت کا اعلیٰ ترین درجہ سب کو معلوم ہے تو جن حضرات سے ان کو یہ درجے حاصل ہوئے ہیں:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
خیال کیجئے وہ کیا ہوں گے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا سے بے رغبتی

مشکوٰۃ کے اسماء الرجال میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ حکم بن ہشام کہتے ہیں مجھے شام میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ امانت دار تھے۔ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ وہ یا تو میرے خزانوں کی کنجیاں لے کر متولی بن جائیں یا ان کی کمر پر کوڑے لگائے جائیں، تو انہوں نے ان کی سزا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب پر اختیار کر لیا۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کیا گیا، تو کہا: کہ تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو کہ جس پر تمام دنیا پیش کی گئی تو وہ اس سے بھاگ گیا۔

شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کی طویل خاموشی، دائمی فکر اور لوگوں سے کم کلام کرنا یہ سب سے واضح علامت ہے علم باطن اور دین کے اہم امور میں مشغولی کی۔ اور پھر یہ کہ جس کو خاموشی اور زہد دیا گیا اس کو کل کا کل علم دے دیا گیا۔

ائمہ طریقت کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم ظاہر و باطن میں اعظم ترین تھے بہت سے معروف اولیا اللہ آپ کے متبع ہوئے ہیں۔ اگر کسی بات میں ذرا سا بھی شبہ پیش آتا تو وہ کبھی ان کا اتباع نہ کرتے، نہ اقتداء کرتے نہ موافقت کرتے۔ مثلاً:

① حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جو شاہزادے تھے پھر ایک غیبی آواز پر صوفی ہو گئے تھے ② حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد۔ ③ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جن کی قبر پر دعاء مانگنے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے ④ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ مشہور شیخ المشائخ ⑤ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور بخاری و مسلم کے راوی ⑥ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ⑦ حضرت ابو حامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ مشائخ خراسان میں سے ⑧ حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ جن کا بیان یہ ہے کہ علم اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتقل ہوا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر، پھر ان سے تابعین پر، پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر، اب جس کا جی چاہے راضی ہو جس کا جی چاہے ناراض ہو۔ ⑨ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فقیہ و محدث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاد۔ ⑩ حضرت وکیع بن الجراح صائم الدہر ہر رات ایک قرآن ختم کرنے والے۔ ⑪ ابو بکر الوراق بلخی رحمۃ اللہ علیہ شارح مختصر الطحاوی ⑫ حضرت حاتم الاصم ⑬ حضرت محمد شاذلی وغیرہ وغیرہ۔ (درشامی)

علم ظاہر میں سب سے اعظم

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں جو قصیدہ کہا اس میں یہ شعر بھی ہیں۔

وقد قال ابن ادریس مقالا
صحیح النقل فی حکم لطیفہ

''حضرت محمد بن ادریس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات فرمائی ہے جس کی نقل صحیح اور اس میں باریک حکمتیں ہیں۔''

بان الناس فی فقه عیال

علی فقه الامام ابوحنیفه

''کہ سب لوگ دین کی سمجھ پر امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تو یہ شہادت ہے۔اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے صاحب مشکوٰۃ نے اسماء الرجال ص:۶۲۴ پر لکھا ہے۔

قال الشافعیؒ قیل لمالکؒ هل رأیت اباحنیفة؟

قال نعم! رآیت رجلالو کلمك فی هذه الساریةان یجعلهاذ هبالقام بحجة۔

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا: کیا آپ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں: ایسے آدمی کو دیکھا ہے کہ اگر وہ اس ستون کے بارے میں تم سے کلام کرے کہ اس کو سونے کا ثابت کرے تو وہ پختہ دلیل قائم کردے گا۔''

امام صاحب کے ذہن اور عقل کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور پھر صاحب مشکوٰۃ نے یہ قول بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے:

من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال ابی حنیفة۔

''جو شخص فقہ یعنی دین کی سمجھ میں ماہر ہونا چاہے تو وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی محتاج ہے۔''

اس کے ساتھ یہ حکم بھی لگالیں۔

من یرد الله خیرا یفقهه فی الدین۔

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔''

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہوا کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کا انعام فرماتے ہیں: وہ امام ابوحنیفہ کے دامن میں پناہ لیتا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وتقویٰ کی شہادت

((قال احمد بن حنبل فی حقه انه کان من العلم والورع والزهد وایثار الآخرة بمحل لا یدر که احد ولقدضرب بالسیاط لیلی القضاء فلم یفعل)) [شامی ج ۱ ص ۵٦]

''امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں وہ تو علم وتقویٰ، زہد اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے مرتبہ پر تھے جسے کوئی نہیں پا سکتا وہ کوڑوں سے اسپر مارے گئے کہ قاضی ہونا اختیار کریں مگر نہیں کیا۔''

تذکرۃ الحفاظ ص ۱٦۰ پر ہے:

((قال ابو داؤد رحمهم الله ابا حنیفه کان اماما))

''امام ابوداوَد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحمت نازل فرمائے وہ تو امام تھے۔''

مناقب القاری ص ۴۵٦ پر ہے۔

((ذکر الامام الاسفر ائینی باسناده الیٰ علی بن المدینی سمعت عبدالرزاق یقول لمعمر ماعرف احد بعد الحسن یتکلم فی الفقه احسن معرفة منه))

''امام اسفرائینی نے اپنی سند سے علی المدینی سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ معمر کہتے تھے کہ حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد فقہ میں کلام کرتے کوئی ان (ابوحنیفہ) سے بہتر علم سے ثابت کرتا ہوا مجھے معلوم نہیں۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اعتراف

مشکوٰۃ کے آخر میں جن کے متعلق مشکوٰۃ کی اسنادِ احادیث میں کوئی ذکر آیا تھا ان کا اسماء الرجال ہے۔ اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بہت لوگوں سے تذکرہ کرنے کے بعد کہا ہے:

((ولو ھبنا الی شرح مناقبه و قضائه لا طلنا الخطب ولم نصل الی الغرض فانه کان عالما، عاملا، ورعا، زاھدا، عابدا، اماما فی العلوم الشرعیة و الغرض مایراد ذکره فی ھذا الکتاب و ان لم نراعنه حدیثا فی المشکوٰۃ للتبرك بالعلومر تبته ووفور علمه))

''اگر ہم ان کی تعریفوں اور خصلتوں کی تفصیل میں جاتے تو کلام طویل کر دیتے اور غرض پوری نہ پا سکتے، کیونکہ وہ عالم باعمل، متقی، زاہد، عبادت گذار اور شریعت کے سب علموں میں امام تھے، اور اس کتاب میں ان کے ذکر کی غرض اگرچہ ہم نے ان سے مشکوٰۃ میں کوئی حدیث نہیں لی ہے ان کے بلند مرتبہ اور کثیر علم سے برکت حاصل کرتا ہے۔''

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تبییض الصحیفة'' ص ۲۸ پر ہے کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شفیق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، کہتے تھے میری آنکھ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اسی کتاب کے ص ۲۲ پر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ ہے جس میں یہ شعر ہے:

اذا ما المشکلات تدا فعتھا
رجال العلم کان بھا بصیرا

''جب بھی علمی نکات میں اہل علم ایک دوسرے سے کشاکش کرتے تو امام صاحب ہی اس کے دانا و بینا نکلتے تھے۔''

یکتائے زمانہ عالم

''تنویر الصحیفہ'' مصنفہ علامہ یوسف بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

((لا تتکلم فی ابی حنیفۃ بسوء ولا تصدقن احد یسیئ القول فیہ فانی واللہ مارآیت افضل ولا اورع ولا افقہ منہ)) [شامی]

''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی برائی سے بات نہ کیا کرو اور کسی کی ایسی بات سچ نہ مانو جو ان کے بارے میں بری بات کہے، کیونکہ قسم خدا کی میں نے ان سے افضل، ان سے بڑا متقی اور ان سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔''

حافظ سمعانی کتاب الانساب ۲۴۷ پر امام صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

"حصل لہ مالم یحصل لغیرہ۔"

''ان کو وہ علم حاصل ہوا ہے جو ان کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔''

آگے لکھا ہے ایک دن منصور کے پاس گئے اور اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ تھے انہوں نے منصور سے کہا: ''یہ آج ساری دنیا کا یکتا عالم ہے۔''

علامہ حافظ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تہذیب الکمال'' میں لکھا ہے کہ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا تو کہا: کان اعلم زمانہ ''آپ زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔'' یہ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں میں سے ہیں۔

عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی جامع العلم کتاب سے ''جواہر مضیہ'' میں نقل ہے کہ میں

نے ایک ہزار علماء کو دیکھا اور ان میں سے اکثر سے علم حاصل کیا ان میں پانچ بہت فقیہ، بہت متقی، بڑے عالم پائے جن میں اول ابو حنیفہ تھے۔ [۲۹/۱]

شامی نے ج۱ ص۵۱ پر امام غزالی کا قول احیاء علوم سے نقل کیا ہے:

((اما ابو حنیفة فلقد کان ایضا عابدا،زاهدا، عارفا، کاملا، خائفالله مریدا وجه الله تعالیٰ بعلمه الخ))

''اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی عبادت گزار، زاہد، عارف کامل، خوف وخشیۃ والے تھے اپنے علم سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی دھن رکھنے والے تھے۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے کسب فیض وادب

اسی صفحہ پر آگے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اوران کی قبر پر آتا رہتا ہوں، اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا اوران کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو جلد قبول ہو جاتی ہے۔اور ''منہاج ''(فقہ شافعی کی کتاب) کے حاشیہ میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کی نماز امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں دعائے قنوت (جوان کے نزدیک سنت ہے حنفیہ کے یہاں نہیں) نہیں پڑھی۔ان سے عرض کیا گیا، تو فرمایا: ان صاحبِ قبر کے ادب کی وجہ سے نہیں پڑھی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حاسد کو جلانے اور جاہل کو بتانے کے لئے تا کہ وہ واجب نہ سمجھے ایسا کرنا درست تھا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کا نفع عام وتام

صفحہ ۵۲ پر شیخ ابن حجر کہتے ہیں: بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی سے اتنا دین نہیں پھیلا جتنا ان سے پھیلا ہے، ان کے ساتھیوں، شاگردوں نے، تمام علماء اور سب لوگوں نے جتنا نفع ان سے حاصل کیا کسی سے نہیں کیا۔

روایت کیا گیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا مذہب چار ہزار نفر نے نقل کیا پھر ان کے شاگرد در شاگردوں نے۔

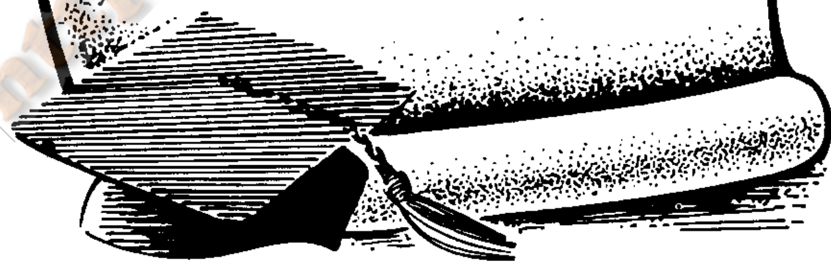
ملفوظات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

البلاغ

ترجمہ وترتیب

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ



ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ

(ولادت ۸۰ھ..........وفات ۱۵۰ھ)

1 فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آجائے تو سر آنکھوں پر، اور اگر (کسی مسئلہ میں) صحابہ رضی اللہ عنہم سے اقوال ہوں تو ہم انہیں میں سے کسی کا قول لیں گے اور ان سے خروج نہیں کریں گے البتہ اگر تابعین (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ہم عصر علماء) کے اقوال ہوں تو ان کے مقابلے میں ہم اپنی رائے پیش کر سکتے ہیں۔

2 فرمایا: کسی کے لیے یہ جائزہ نہیں کہ وہ کتاب اللہ، یا سنت رسول اللہ یا اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنی رائے پیش کرے۔ ہاں جن مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال میں سے وہ قول اختیار کرتے ہیں جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ کے قریب ترین ہو اور یہی اجتہاد کا محل ہے۔

3 فرمایا: اگر دین مین تنگی ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ جن چیزوں کی بدولت جہنم میں جانے کا خوف ہوسکتا ہے ان میں سب سے خوفناک چیز فتویٰ ہے۔

4 فرمایا: جب سے سمجھ آئی ہے میں نے کبھی اللہ تعالیٰ پر جرأت نہیں کی۔ (یعنی مسئلہ بتا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نسبت نہیں کی)۔

5 اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ میں اشکال ہو جاتا اور وہ حل نہ ہوتا تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے ''یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو مجھ سے سرزد ہوا'' پھر استغفار شروع کر دیتے اور اکثر وضوء کر کے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز توبہ پڑھتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ تو فرماتے یہ ایک درجہ کی بشارت ہے، مجھے امید ہوتی ہے کہ توبہ قبول ہوگئی اور

مسئلہ سمجھ میں آگیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کی اطلاع مشہور بزرگ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو وہ رونے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم کرے ان کے گناہ تو کم ہیں (اس لیے انہیں اپنی کوتاہی کا احساس ہوگیا) لیکن کسی دوسرے کو یہ خیال نہ ہوگا کیونکہ اسکے گناہوں نے تو اسے غرق کر رکھا ہے۔

6 امام صاحب جارہے تھے تو غلطی سے ایک بچے کے پاؤں پر پاؤں آگیا اور وہ نظر نہ آیا۔ بچہ نے کہا اے شیخ کیا تو روز قیامت کے بدلہ سے نہیں ڈرتا؟ تو امام صاحب پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو آپ سے کہا گیا کہ اس جملہ کا اتنا اثر؟ فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ منجانب اللہ اس بچہ کے دل میں یہ جملہ ڈالا گیا ہے۔

7 امام کے ایک مخالف نے بحث کرتے ہوئے امام صاحب کو کہا اے بدعتی اے زندیق! امامؒ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، اللہ جانتے ہے کہ تم نے غلط کہا، اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے بعد اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں، ہاں اس سے معافی کا خواستگار ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں...... اس شخص نے کہا آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ فرمایا: جس جاہل نے مجھے جو کچھ کہا میں نے اسے معاف کیا لیکن جو عالم میرے بارے میں ایسی بات کہے جو مجھ میں نہیں تو اس کا معاملہ تنگ ہے کیونکہ علماء کی غیبت کے اثرات بعد میں بھی باقی رہتے ہیں۔

8 اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوئی شخص دوسروں کی باتیں نقل کرتا تو آپ اسے روک دیتے اور فرماتے: لوگوں کی ان ناپسندیدہ باتوں کو نقل کرنا چھوڑ دو۔ جس نے ہمارے بارے میں غلط بات کہی اللہ اسے معاف کرے، اور جس نے ہمارے بارے میں اچھی بات کہی اللہ اس پر رحم کرے۔ (لوگوں کی باتیں نقل کرنے کے بجائے) اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کی باتیں چھوڑ دو۔ وہ جانیں اور ان کا کام ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارا محتاج بنا دے۔

9 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ علقمہؒ افضل تھے یا اسود رحمۃ اللہ علیہ؟ فرمایا اللہ کی قسم میں تو اپنے کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ ان کے لیے دعا استغفار کے علاوہ ان کا نام اپنی زبان پر لاؤں میں ان کے درمیان کیا ترجیح دے سکتا ہوں؟

10 ان سے عرض کیا گیا لوگ آپ کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں مگر آپ کسی کا ذکر نہیں کرتے، فرمایا هُوَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

11 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت بہت وسیع تھی جو نفع حاصل ہوتا اس کا ایک بڑا حصہ اپنے مشائخ محدثین کی خدمت کرتے اور فرماتے: آپ اسے اپنی ضروریات میں خرچ فرمائیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں، کیونکہ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال اور اس کا فضل ہے جسے اس نے میرے ہاتھ سے جاری فرمادیا ہے۔

12 فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو میں کسی کو فتویٰ نہ دیتا۔ راحت تو وہ اٹھائیں اور گناہ مجھ پر ہو!۔

13 فرماتے تھے: کہ میں نے کبھی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ اور میں نے کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔ اور میں نے کسی مسلمان یا ذمی کافر پر کبھی ظلم نہیں کیا۔ اور میں نے کبھی کسی کو دھوکہ دیا نہ کسی سے خیانت کی ہے۔

14 فرمایا جو وقت سے پہلے بڑا بننے کا خواہشمند ہوتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

15 فرمایا اگر علماء اولیاء اللہ نہیں تو پھر دنیا وآخرت میں کوئی ولی اللہ نہیں۔

16 فرمایا: جسے اس کا علم حرام چیزوں سے نہ روکے تو وہ خسارہ میں ہے۔

17 ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لیے کونسی چیز مددگار ہے فرمایا یکسوئی اختیار کرنا۔ اس نے پوچھا کہ یکسوئی کیسے حاصل ہوگی فرمایا تعلق اور غیر متعلق چیزوں کے کم کرنے سے۔ اس نے پوچھا وہ کیسے کم ہونگی فرمایا جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو۔

18 صبح کی نماز کے بعد کچھ لوگوں نے مسائل پوچھے، امام صاحبؒ نے ان کا جواب دیا، کسی نے پوچھا کیا بزرگ اس وقت میں خیر کی بات کے سوا فضول باتیں کرنے سے منع نہیں کرتے تھے، امام صاحب نے فرمایا: اس سے بڑھ کر خیر کی بات کیا ہوگی کہ حلال وحرام بتا دیا جائے ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور

لوگوں کو اس سے بچاتے ہیں۔

19 ایک آدمی کسی کی شفارش لے کر آیا کہ آپ مجھے علم سکھا دیں۔ امام نے فرمایا: اس طرح علم حاصل نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اسے بیان کریں اور علم نہیں چھپائیں گے۔ پھر فرمایا کہ عالم تو محض لوجہ اللہ علم سکھاتا ہے اس کے خصوصی راز دار نہیں ہوتے۔

20 ایک صاحب سے فرمایا جب میں چل رہا ہوں، یا لوگوں سے بات کر رہا ہوں۔ یا سو رہا ہوں یا آرام کر رہا ہوں تو ان اوقات میں مجھ سے دین کی بات نہ پوچھا کرو کیونکہ ان اوقات میں آدمی کے خیالات مجتمع نہیں ہوتے۔

21 ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلافات اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:

''جب اللہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائے گا، ہاں جن چیزوں کا مجھے مکلّف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں'' (جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا)۔

22 فرمایا: مجھے ان لوگوں پر بہت حیرانی ہوتی ہے جو دین کے بارے میں محض اندازہ سے بات کرتے ہیں۔

23 فرمایا جو شخص دنیا کے لیے علم سیکھتا ہے وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے، اسے علم کا رسوخ حاصل نہیں ہوتا نہ مخلوق خدا کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص علم دین دین کے لیے سیکھتا ہے اسے علم کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔ اسے علم میں رسوخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے والے اس کے علم سے نفع اٹھاتے ہیں۔

24 ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اے ابراہیم آپ کو عبادت کا بڑا نیک حصہ نصیب ہوا ہے آپ علم کی طرف بھی توجہ رکھئے کیونکہ علم دین عبادت کی بنیاد ہے اور اسی سے دینی اور دنیوی امور درست ہوتے ہیں۔

25 فرمایا جو حدیث تو پڑھے مگر انہیں سمجھتا نہ ہو وہ اس شخص کی طرح ہے جو دواؤں کو اپنے پاس جمع تو کر لے مگر ان کے آثار و خواص (اور طریق استعمال) سے پوری طرح واقف نہ ہو۔

26 فرمایا جب دنیا کا کوئی کام کرنا ہو تو پہلے کام پورا کرو پھر کھانا کھاؤ۔

27 خلیفہ منصور نے ان سے کہا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ فرمایا مجھے اپنی کسی چیز پر آپ کا ڈر نہیں، اگر آپ مجھے اپنے قریب کریں گے تو فتنہ میں مبتلا ہوں گا پھر دور کریں گے تو رسوائی مقدر ہو گی۔

28 ایسی ہی بات کوفہ کے گورنر نے کہی تو جواب میں فرمایا: روٹی کا ٹکڑا۔ پانی کا گلاس، پوستین کا لباس اس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد (دنیا و آخرت میں) شرمندگی ہو۔

29 جب آپ کے سامنے کسی کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے: کسی کی ایسی بات ہمارے سامنے نقل مت کرو جو اسے ناپسند ہو۔ جس نے ہمارے بارے میں کوئی غلط بات کہی اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے اور جس نے ہمارے لیے کوئی اچھا جملہ کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

30 فرمایا دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود انہیں تمہارا محتاج کر دیں گے۔

31 فرمایا: جو آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتا ہو اس کے لیے دنیا کی تکلیف کچھ نہیں، اور جو اپنے نفس کی عزت کرتا ہو (یعنی دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچنا چاہتا ہو) تو دنیا اس کے سامنے ذلیل ہے۔

32 فرمایا اپنے لیے گناہوں کا انبار اور اپنے وارثوں کے لیے مال و دولت جمع مت کرو۔

33 فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی قتال کیا ہے اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق میں پیش پیش تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ واقعات پیش نہ آتے تو باغیوں کے شرعی احکام سمجھ میں نہ آتے۔

34 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا گیا جب جواب ملا تو سوال کرنے والے نے

کہا جب تک آپ زندہ ہیں اس شہر میں خیر ہی خیر ہے: فرمایا علاقے خالی ہو گئے تو مجھے بلا کسی خواہش کے بڑا سمجھا جانے لگا ہے، مگر یہ بڑائی مجھ پر بہت بھاری ہے۔

35 مشہور تابعی اَعمش سے چند مسائل کے بارے میں سوال کیا گیا وہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ حضرت اعمش نے امام صاحب سے کہا آپ جواب دیدیجئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیئے تو انہوں نے پوچھا آپ نے یہ مسائل کہاں سے لئے؟ فرمایا انہی احادیث سے جو میں نے آپ سے روایت کی ہیں اور پھر وہ احادیث سنائیں تو اعمش نے فرمایا میں نے جو احادیث سو دن میں آپ کو سنائی تھیں وہ (یعنی ان کا خلاصہ) آپ نے مجھے تھوڑے سے وقت میں بیان کر دیا۔ مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ آپ ان احادیث پر اس طرح سے بھی عمل کریں گے۔ پھر اعمش نے فرمایا: اے فقہاء کرام! تم طبیب ہو اور ہم تو صرف دوا فروش ہیں اور اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ! تم نے یہ دونوں حصے جمع کر رکھے ہیں (یعنی آپ کے پاس روایت بھی ہے اور درایت بھی)

36 حضرت وکیع بن الجراح ایک دن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے دیکھا گردن جھکائے ہوئے سوچ بچار میں ہیں پوچھا: وکیع کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا فلاں صاحب کے پاس سے (وہ صاحب امام صاحبؒ پر اعتراضات کیا کرتے تھے) امام صاحبؒ نے شعر پڑھا............

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم — قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولهم مابی ومابهم — ومات اکثرنا غیظا بما یجد

”اگر لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان پر کوئی ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے جو لوگ اہل کمال تھے ان پر بھی حسد کیا گیا جو میرے پاس ہے وہ میرے پاس رہے اور جو ان کے پاس ہے وہ ان کے پاس رہے اور ہم میں سے جو زیادہ غصہ میں ہے وہی اپنے غصہ میں جلے گا۔“

37 امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی امام عامر بن شراحیل الشعبی) نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی طرف متوجہ کیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ایک دن میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا تم کہاں آتے جاتے ہو، میں نے کہا فلاں فلاں (تاجر) کے پاس۔ فرمایا: میں بازار کی بات نہیں پوچھ رہا، علماء کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے کہا میں ان کے پاس کم جاتا ہوں۔ فرمایا ایسا نہ کرو تم علماء کے پاس جایا کرو، اور علم میں غور وفکر کیا کرو، کیونکہ تم ایک متحرک اور صاحب بصیرت نوجوان نظر آتے ہو۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور میں نے بازار جانا کم کر دیا اور علم حاصل کرنا شروع کیا اور ان کی بات سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔

38 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے (جوانی میں) علم کلام اور مناظرہ کا شوق تھا یہاں تک کہ میں اس میں مشہور ہو گیا۔ بحث میں مجھ سے جیتنا مشکل تھا، زیادہ تر بحث ومناظرہ بصرہ میں ہوتا تھا چنانچہ چوبیس مرتبہ میرا بصرہ جانا ہوا اور کبھی سال بھر بھی رہنا پڑا میرا زیادہ مناظرہ خوارج کے اباضیہ اور صفریہ سے اور حشویہ سے ہوتا رہا۔ اس دور میں علم کلام کو افضل ترین علم سمجھتا تھا۔ لیکن کچھ زمانہ گزرنے کے بعد غور کیا اور میں نے سوچا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین ہم سے زیادہ عالم اور ہم سے زیادہ ماہر تھے مگر انہوں نے ان مسائل میں بحثیں نہیں کیں۔ نہ وہ مناظرے کرتے تھے، نہ مجادلہ اور نہ ان بحثوں میں پڑتے تھے وہ نہ صرف ان باتوں سے خاموش رہے بلکہ انہوں نے ان چیزوں سے سختی سے منع کیا ہے۔ میں نے یہ بھی سوچا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو شریعت کی نصوص اور ان کی فقہ میں غور کرتے تھے، ان کی مجلسیں بھی اسی پر ہوتی تھیں اور یہی ان کا مطمع نظر رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دین کی باتیں لوگوں کو سکھاتے تھے اور انہیں باتوں کے سیکھنے کی لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام اور مناظروں سے وابستہ ہیں ان کے طور طریق اور ان کے سلف صالحین کے طریقہ پر نہیں ہیں۔

اسی دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ہماری مجلس میں آئی، اور ہماری علم کلام

کی مجلس امام حماد بن سلیمان کی مجلس فقہ کے قریب ہی تھی۔ اس عورت نے مجھ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو سنت طریقہ سے طلاق دینا چاہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ مجھے جواب معلوم نہ تھا، شرمندگی ہوئی اور میں نے اس خاتون سے کہا تم حماد بن سلیمان کی مجلس میں جاؤ، ان سے پوچھو، اور جو جواب وہ دیں مجھے آکر بتا دینا۔ اس خاتون نے مسئلہ پوچھا پھر آکر مجھے بتایا میں نے طے کرلیا کہ مجھے اس علم کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے جوتے اٹھائے اور حماد بن سلیمان کی مجلس میں آکر ان کے شاگردوں میں شامل ہوگیا۔

وقت گزرتا رہا، میں مسائل سمجھتا رہا، یہاں تک کہ حماد بن سلیمان نے فرمایا کہ میرے حلقہ میں سب سے آگے میرے سامنے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی نہ بیٹھے۔ دس سال میں حماد بن سلیمان کی مجلس میں شریک رہا۔ پھر میرے دل میں کچھ بڑائی کا خیال آگیا اور میں نے سوچا کہ میں اپنی مجلس علیحدہ قائم کرلوں۔ ایک شام میں مسجد جانے کے لیے نکلا اور میرے دل میں یہ تھا کہ میں آج سے اپنی مجلس علیحدہ جماؤں گا۔ لیکن جب مسجد میں داخل ہوا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اپنے استاد کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں انہی کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ اسی رات بصرہ سے اطلاع ملی کہ ان کے ایک رشتہ دار کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کے وارث صرف حماد بن ابی سلیمان تھے۔ اس اطلاع پر وہ بصرہ تشریف لے گئے اور مجھے کہا کہ میری جگہ تم بیٹھا کرو۔ وہ چلے گئے اور میں مجلس میں بیٹھا تو میرے سامنے ایسے مسائل پیش کیے گئے جن کے بارے میں میں نے حماد بن ابی سلیمان سے کوئی جواب نہیں سنا تھا، میں نے ان مسائل کا جواب دینا شروع کیا اور اپنے جواب لکھ کر اپنے پاس محفوظ بھی کرنے شروع کر دیئے۔ استاد حماد دو ماہ کے بعد واپس تشریف لائے تو میں نے وہ مسائل اور ان کے جوابات جو میں نے دیئے تھے ان کی خدمت میں پیش کیے وہ تقریباً ساٹھ مسائل تھے۔ چالیس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا، البتہ بیس مسائل کے بارے میں ان کی رائے کچھ مختلف تھی۔ اس کے بعد میں نے قسم کھالی کہ میں مرتے دم تک ان سے علیحدہ نہیں ہوں گا چنانچہ ان کے

انتقال تک میں نے ان کا دامن نہیں چھوڑا۔

39 خطیب نے امام ابو یوسف اور ابو محمد الحارثی نے ہیثم بن عدی سے روایت کی اور یہ دونوں حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں امام نے فرمایا: جب میں نے علم حاصل کیا تو تمام علوم اپنے سامنے رکھے، ایک ایک فن کو غور سے دیکھا اس کے منافع اور اس کے انجام کا جائزہ لیا (لیکن ہر علم میں میں نے کوئی نہ کوئی خرابی دیکھی) پھر میں نے فقہ کا جائزہ لیا جتنا میں اسے الٹتا پلٹتا رہا اس کی عظمت کا میرے دل میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس علم میں علماء، فقہاء، مشائخ اور صاحب بصیرت لوگوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے اور ان کے اخلاق اختیار کرنے کا موقع ملتا ہے۔ میں نے اندازہ کیا کہ دینی فرائض کی (صحیح) جدوجہد، اور اللہ تعالیٰ کی (صحیح) عبادت فقہ کے بغیر ممکن نہیں، اور اسی فقہ سے دنیا و آخرت درست ہوسکتی ہے چنانچہ پھر میں اسی میں لگ گیا۔

40 ھشام بن مہران فرماتے ہیں کہ شروع میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل کا جواب نہیں دیتے تھے، اور خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس علم میں اس طرح حصہ نہیں لیتا تھا جیسا کہ اب لیتا ہوں۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہا ہوں، اور وہاں سے ہڈیاں جمع کر کے انہیں ترتیب دے کر اپنے سینہ پر رکھ رہا ہوں، جب میں بیدار ہوا تو غم سے میرا وہ حال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، میرے آنسو جاری تھے اور میں نے دل میں کہا کہ قبریں کھودنا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر! میں گھر بیٹھ گیا اور مجلس میں جانا چھوڑ دیا، میری صحت متاثر ہوگئی اور احباب میری عیادت کو آنے لگے ایک ساتھی نے مجھ سے کہا کہ بظاہر کوئی بیماری آپ کو محسوس نہیں ہوتی، قصہ کیا ہے؟ اسے میں نے اپنا خواب سنایا تو اس نے کہا یہ خواب انشاء اللہ بہتر ہے اور اس نے کہا یہاں محمد ابن سیرین (جو تعبیر کے مشہور امام اور محدث ہیں) کے ایک ساتھی ہیں ہم انہیں بلا لیں۔ میں نے کہا: نہیں میں خود ان کے پاس جاؤں گا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے کہا کہ خواب آپ کا ہے میں نے کہا جی ہاں میں نے دیکھا ہے، انہوں نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو تمہیں سنت پھیلانے کی ایسی

توفیق ہوگی جو تم سے پہلے کسی کو نہ ہوئی اور تمہیں علم میں بڑا رسوخ حاصل ہوگا (دوسری روایت میں ہے کہ محمد بن سیرین سے بھی اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تھی غالباً یہی صاحب ابن سیرین رحمۃ اللہ کے پاس گئے ہوں گے اور انہوں نے آکر یہ تعبیر امام صاحب کو بتائی) جب میں نے تعبیر سنی تو میں نے اس علم میں مزید محنت شروع کی، پھر امام نے فرمایا: اے اللہ انجام بخیر فرما۔

41 فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آجائے تو ہمارے سر آنکھوں پر ہے اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ہوں تو ہم انہیں میں سے ایک قول اختیار کرتے ہیں ان کے اقوال سے خروج نہیں کرتے، البتہ تابعین (یعنی امام صاحب کے ہم عصر علماء) کے اقوال ہوں تو اس میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

42 امام صاحب نے فرمایا عجیب بات ہے لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میرا فتویٰ تو ہمیشہ نقل پر مبنی ہوتا ہے۔

43 ایک صاحب نے عرض کیا کہ اعراض اور اجسام کے بارے میں جو اقوال بیان کئے جا رہے ہیں ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا یہ سب فلسفیوں کی باتیں ہیں (انہیں چھوڑو) اور سلف صالحین کے طریقہ پر نصوص و آثار کو اختیار کرو، اور دیکھو اس طرح کی نئی باتوں سے بچو یہ بدعت ہیں۔

44 حسن رضی اللہ عنہ بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مقابلہ میں اپنی رائے پیش کرے۔ اسی طرح صحابہؓ کے اجماع کے خلاف بھی رائے پیش کرنا جائز نہیں ہاں جن مسائل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہو تو ہم ان کے اقوال میں سے (ہمارے خیال کے مطابق) جو رائے کتاب وسنت کے زیادہ قریب نظر آئے اسے اختیار کر لیتے ہیں، ان گزشتہ مسائل کے علاوہ جو مسائل ہیں اس میں فقہا کے اجتہاد اور قیاس کی گنجائش ہے۔

45 امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ میں اپنے ماں باپ سے بھی پہلے امام ابوحنیفہؒ کے

لیے دعا کرتا ہوں میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں جب بھی اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرتا ہوں تو اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کو دعا میں ضرور شامل کرتا ہوں۔

46 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو پہلے ڈاڑھی سنوارتے اور زینت اختیار فرماتے (پھر تہجد ادا کرتے) اور فرماتے تھے کہ میں نے تہجد میں قرآن کی ہر سورت پڑھی ہے۔

47 فرمایا اگر دین میں تنگی کا خوف نہ ہوتا تو میں لوگوں کو فتویٰ نہ دیتا۔ جہنم میں لے جانے والی سب سے خوفناک چیز فتویٰ ہے۔

48 حضرت فضل رحمۃ اللہ علیہ بن دکین فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا جو مجھ سے بغض رکھے اسے اللہ مفتی بنا دے۔

49 ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ اللہ سے ڈریئے! امام صاحب نے سر جھکا لیا چہرہ زرد پڑ گیا اور فرمایا اے بھائی! اللہ تمہیں جزاءِ خیر عطا کرے۔ جب لوگوں کا علم ان کی زبان پر جاری ہو تو ضرورت ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے تاکہ اپنے تمام اعمال صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کریں۔

50 امام کے سامنے دوسروں کی باتیں نقل کی جاتیں تو فرماتے چھوڑو، لوگوں کی باتیں نقل مت کرو، جس نے ہمارے بارے میں غلط بات کہی اللہ اسے معاف کرے اور جس نے اچھی بات کہی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

51 حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لیے جا رہا تھا، ایک آدمی نے دور سے انہیں دیکھا تو چھپنے لگا اور راستہ بدلنے لگا، امام نے زور سے اسے پکارا راستہ مت بدلو، اسی راستہ پر آؤ۔ جب اس شخص نے اندازہ کیا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھ چکے ہیں تو وہ شرمندہ ہو کر ٹھہر گیا، امام صاحب نے اس پوچھا کہ تم راستہ کیوں بدل رہے تھے؟ اس نے کہا آپ کی مجھ پر اتنی رقم ہے مدت لمبی ہو چکی ہے اور میں اب تک اس کی ادائیگی نہیں کر سکا ہوں تو

آپ کو دیکھ کر میں شرما گیا۔ امام صاحب نے فرمایا سبحان اللہ۔ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے! کہ تم مجھے دیکھ کر چھپتے پھر رہے ہو، میں وہ قرض معاف کرتا ہوں اس کے بعد مجھ سے نہ چھپنا اور اس عرصہ میں مجھ سے تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے وہ تم مجھے معاف کر دینا۔ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ اصل زاہد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

52 امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا کہ علم دین ضائع ہو گا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ راحت ان کو ہو، اور گناہ مجھ پر!

53 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا، نہ کبھی کسی پر لعنت کی، نہ کسی مسلمان یا کافر ذمی پر ظلم کیا، نہ کسی سے خیانت کی، نہ کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہے۔

54 ایک شخص مسجد کے ایک کونہ میں کھڑے ہو کر امام صاحب کو برا بھلا کہنے لگا، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے حضرات کو اس کے ساتھ بات کرنے سے روک دیا، اور خود بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنے درس میں مصروف رہے، درس سے فارغ ہو کر امام صاحب چلے تو وہ آدمی بھی پیچھے پیچھے چلا۔ جب امام صاحب اپنے گھر کے قریب پہنچے تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ میرا گھر ہے، اگر کچھ اور کہنا ہے تو کہہ لو پھر میں اپنے گھر چلا جاؤں گا، وہ شخص شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

55 ایک اور روایت میں اسی طرح کا قصہ ہے کہ وہ شخص امام صاحب کو سارے راستہ برا بھلا کہتا رہا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے سنتے رہے، کوئی جواب نہیں دیا، جب گھر پہنچے تو اندر جانے لگے تو وہ شخص چلا کر بولا: کیا تم مجھے کتا سمجھتے ہو؟ اندر سے جواب آیا: ہاں۔

56 ابوالخطاب جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان آیا اور اس نے ایک مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جواب دیا تو اس نے کہا اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تم نے غلطی کی اہل مجلس چپ تھے میں نے کہا آپ کو اس شیخ (امام ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی عظمت کا احساس نہیں کہ ایک جوان آ کر انہیں اس طرح کی بات کہہ جاتا ہے اور آپ سب خاموش رہتے ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: انہیں کچھ مت کہو، میں نے انہیں اس کا عادی بنایا ہے۔

57 فرمایا: اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کی عظمت کی وجہ سے میں نے کبھی ان کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے حالانکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیوں کا فاصلہ ہے۔

58 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اپنی تجارت پر تھا اور لوگوں سے ہدایا کم لیتے تھے اور شعر پڑھا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے:

> عرش والے کی عطائیں تمہارے عطیات سے بہتر ہیں، اس کی عطائیں وسیع ہیں اور اس کی رحمت کی امید رہتی ہے، تمہارے عطیات تمہارے احسان جتانے سے مکدر ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بغیر احسان جتائے عطا فرماتا ہے۔

59 فرمایا: جس نے علم کو اپنے گلے کا ہار بنایا اور علم کی بات بیان کی مگر اسے اس کا احساس نہیں کہ میں اللہ کے دین میں جو فتویٰ دے رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے سوال فرمائیں گے اس کی جان اور اس کا دین خطرہ میں ہے۔

60 فرمایا: جس کی صحبت بھاری ہو۔ یعنی اس کے پاس بیٹھنے سے دل گھبراتا ہو وہ نہ فقہ کو سمجھتا ہے اور نہ فقہاء کو۔

61 فرمایا: میں نے گناہوں میں ذلت محسوس کی تو انہیں شرافت کے خیال سے چھوڑ دیا، پھر یہی شرافت دینداری (یعنی تقویٰ) میں تبدیل ہوگئی۔

62 فرمایا جس کا علم اسے حرام کاموں سے اور اللہ عزوجل کی نافرمانی سے نہ روکے وہ خسارہ میں ہے۔

63 ایک شخص کپڑے کے بازار میں آیا اور پوچھنے لگا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ کی دکان کونسی ہے؟ امام صاحب نے اس کی بات سن لی تو فرمایا: وہ فقیہ نہیں ہے بلکہ اپنے اوپر

مشقت برداشت کر کے فتوی دیتا ہے۔

64 توبۃ (العنبری) فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب میں پیدل چل رہا ہوں، یا لوگوں سے بات کر رہا ہوں، یا کھڑا ہوا ہوں، یا آرام کر رہا ہوں تو مجھ سے دین کی بات مت پوچھا کرو کیونکہ ان حالات میں آدمی کی عقل مجتمع نہیں ہوتی۔

65 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا مجھے ان سوالات کا ڈر ہے جن کا جواب میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر دینا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے اپنے سامنے کھڑا کریں گے تو مجھ سے ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں نہ پوچھیں گے۔ وہاں جو سوالات مجھ سے پوچھے جائیں گے ان کی مشغولیت زیادہ ضروری ہے۔ (چنانچہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا، معلوم ہوا کہ فضول سوالات کا جواب دینا ضروری نہیں)۔

66 سہل بن مزاحم فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، امام صاحب اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ اگر اس علم سے تمہارا مقصود خیر یعنی دین نہیں ہے تو تمہیں توفیق نصیب نہ ہوگی۔

67 فرمایا مجھے بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ لوگ دین میں محض اندازہ سے بات کرتے ہیں اور محض اپنے گمان پر عمل کر لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ [بنی اسرئیل ٣٦]

"اور جس بات کی آپ کو تحقیق نہیں اس کے پیچھے نہ چلیے، بے شک کان آنکھ اور دل ان سے پوچھ ہوگی۔"

68 فرمایا: جو شخص دنیا کے لیے علم دین سیکھتا ہے وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے، علم اس کے دل میں راسخ نہیں ہوتا اور اس کے علم سے زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا اور جو شخص

دین کا علم دین کے لیے سیکھتا ہے اسے برکت دی جاتی ہے، علم کا اس کے دل میں رسوخ ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے والے اس کے علم سے نفع اٹھاتے ہیں۔

69 فرمایا: تمام طاعات میں سے سب سے عظیم طاعت ایمان ہے اور تمام گناہوں میں بدترین گناہ کفر ہے جو ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہا اور بدترین گناہ سے بچتا رہا تو باقی گناہوں کی مغفرت کی امید ہے۔

70 فرمایا: اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرو، اور لوگوں کی طرف دیکھنا چھوڑ دو۔

71 فرمایا: جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتا ہو تو اسے دنیا کی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، اور فرمایا جسے اپنی جان عزیز ہوتی ہے اس پر دنیا اور دنیا کی مشقتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

72 فرمایا: فقہ (یعنی دین کی صحیح سمجھ کی بات) اس شخص کے سامنے مت بیان کرو جو اسے سننا نہ چاہتا ہو۔ اور جو شخص تمہاری بات درمیان میں کاٹ دے اسے خاطر میں نہ لاؤ کیونکہ اسے علم و ادب میں تم سے محبت نہیں ہے۔

73 اپنی محبوب جان کے لیے گناہ اور اپنے مبغوض وارث کے لیے اموال جمع مت کرو۔

74 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کا امام ایک دن غائب ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دوں، مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کپڑے پکڑ کر پیچھے کر دیا اور ایک اور شخص کو نماز کے لیے آگے کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اور گھر پہنچے تو بیٹے نے کہا ابا جان آپ نے تو مجھے رسوا کر دیا۔ امام صاحب نے فرمایا نہیں تم اپنے آپ رسوا کرنا چاہ رہے تھے میں نے تمہیں روک دیا۔ اگر تم نماز پڑھاتے اور ایک آدمی کھڑے ہو کر یہ کہہ دیتا اس کے پیچھے پڑھی نماز دھرا لو تو تم رسوا ہو جاتے پھر فرمایا: عام لوگوں کے معاملات میں مت دخل دیا کرو۔ [عقود الجمان]

75 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ۹۶ھ میں جب کہ میری عمر سولہ برس تھی میں اپنے

والد کے ساتھ حج کے لیے گیا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں والد نے بتایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن الحارث بن جزء رضی اللہ عنہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سننے کے لیے۔ پھر میرے والد نے مجھے آگے کر دیا مگر راستہ تنگ تھا تو میرے والد خود آگے بڑھے اور راستہ بنانے لگے یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تفکرات کے لیے کافی ہو جاتے ہیں اور ایسی جگہوں سے اسے عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ [اخبار ابی حنیفہ للصیمری / ٤]

76 امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے (مشہور صحابیؓ) حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کو نیکی کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

77 معاویہ بن عبداللہ بن میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل قبلہ (یعنی عام مسلمان بالخصوص مخالف مسلمانوں) کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت سے اعراض کرے گا وہ ناکام و نامراد ہے۔

78 امام شعبی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سامنے فرمایا کہ جو شخص معصیت کی نذر مانے اس پر کفارہ واجب نہیں۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید نے ظہار میں کفارہ واجب قرار دیا ہے حالانکہ قرآن کریم ہی نے ظہار کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾

(بے شک یہ لوگ نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں)

79 حسن بن زیاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مجلس میں اپنے ایک

شاگرد کو دیکھا کہ جس نے بہت پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، جب مجلس ختم ہوئی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں روک لیا۔ جب سب لوگ چلے گئے اور وہ صاحب اکیلے رہ گئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایک بڑی رقم دی اور فرمایا کہ یہ رقم لے لو اور اس سے اپنی حالات درست کرلو، انہوں نے عرض کیا کہ میں مالدار ہوں، نعمتیں گھر میں موجود ہیں اور مجھے اس رقم کی حاجت نہیں ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا مشاہدہ فرمائیں؟ تمہیں اپنی حالت بدلنی چاہیے تاکہ تمہارے دوست تمہیں دیکھ کر غم زدہ نہ ہوں۔

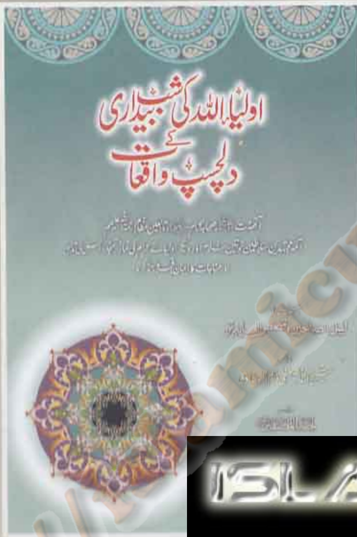
80 امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سخی تھے اور اپنے جاننے والوں پر بہت احسان کرتے تھے لیکن اگر کوئی ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا تو فرماتے کہ: تم میرا شکریہ ادا کر رہے ہو حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنچایا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں نہ تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں اور نہ تم سے کسی چیز کو روکتا ہوں بلکہ میں تو خزانچی ہوں جہاں (منجانب اللہ) حکم دیا جاتا ہے وہاں میں خرچ کر دیتا ہوں۔

70 اولیاء اللہ
کی
مغفرت کے عجیب واقعات

ترجمہ
مَاذا فعل اللہ بك بعد الموت

مؤلف
محمد عبد الرحیم

مترجم: ابو احسان مولانا خالد مسعود صاحب



دار القلم
93۔ علی بلاک اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور موبائل 0333-4248644